ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

8

www.tanzeem.org

4 تا 10 جمادی الاوّل 1436ھ / 24 فروری تا 2 مارچ 2015ء

اس شمارے میں

سانحہ بلدیہ ٹاؤن اور پاکستان کا نظامِ انصاف

اسلام کا معاشرتی نظام اور رسوماتِ نکاح

گورا قبرستان

سارے حکمران شاہ سلمان کی تقلید کریں

صدر اوباما کا دورۂ بھارت

عشقِ رسولؐ کا تقاضا

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

خلافت کے اصل حق دار

خلافت کا منصب تمام بنی آدم کو حاصل ہے' اس لیے اس میں تمام بنی آدم مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ معاشرے میں سب انسان برابر ہوں گے۔ لہٰذا کسی ذات یا خاندان یا کسی خاص علاقے کے باشندوں کو کوئی ترجیح نہ ہوگی۔ اس میں اگر فر ہوگا تو صلاحیتوں کی بنا پر ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں عقائد' صفات' اعمال' کردار اور کارکردگی کی بنا پر فرق ہوگا' لیکن ذات پات' حسب نسب' خاندان' وطن' زبان' ثقافت ان میں سے کوئی چیز بھی فارق نہیں ہوسکتی۔ ان بنیادوں پر جو ریاست بنے گی وہ نسلی یا قومی ریاست نہیں ہوگی بلکہ اپنے مزاج کے لحاظ سے جہا ریاست ہوگی جس کو وطن' پہاڑ' دریا اور سمندر بھی تقسیم نہیں کر سکتے۔ اگر جہانی ریاست کے قیام کی راہ میں مزاحمتیں ہیں تو وہ غیر فطری مزاحمتیں ہیں جن کو ہٹانا مطلوب ہے نہ کہ ان میں سے کسی کو مضبوط اور مستحکم بنانا مطلوب ہے۔

اس خلافت کے حق دار بالقوۃ تو تمام ا ن ہیں' لیکن اس کے اصل حق دار صرف وہ لوگ ہوں گے جو اس زمین کا نظم ونسق خدا کے احکام کے مطابق چلائیں گے' اس لیے کہ جو لوگ خدا کے منشا کے خلاف چلیں تو وہ اس زمین میں باغی اور مفسد ہیں۔ قرآن مجید میں تو یہ مضمون بیان ہوا ہی ہے کہ اس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کو نہایت واضح طور پر متعین کر کے بتا دیا ہے' لیکن یہ مضمون انجیل میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو غلاموں کی تمثیل کے ذریعہ یہی بات سمجھائی کہ باغ ان غلاموں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا جو اس کو اجاڑ دیں۔ یہ انہی غلاموں کے سپرد کرنا چاہیے جو اس کو آراستہ و پیراستہ کریں۔ اس تمثیل کا مفہوم یہی ہے کہ باغ کی نگرانی کے حق دار بالقوۃ تو سب لوگ ہیں' لیکن بالاستحقاق صرف وہی لوگ ہوں گے جو باغ میں مالک کا منشا پورا کریں۔ ا لیے خلافت ان لوگوں کا حق ہوگی جو زمین میں خدا کا منشا پورا کریں۔

فلسفہ کے بنیادی مسائل

مولانا امین احسن اصلاحیؒ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

فرمانِ نبویؐ

ابراہیم خلیل اللہ اور ملت ابراہیمی کی پیروی

سُورۃُ النَّحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 120 تا 124

اِنَّ اِبۡرٰہِیۡمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیۡفًا ؕ وَ لَمۡ یَکُ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاکِرًا لِّاَنۡعُمِہٖ ؕ اِجۡتَبٰہُ
وَ ہَدٰىہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَ اٰتَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً ؕ وَ اِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾
ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ
عَلَی الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾

آیت ۱۲۰ ﴿اِنَّ اِبۡرٰہِیۡمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیۡفًا ؕ وَ لَمۡ یَکُ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾﴾ ''یقیناً ابراہیمؑ ایک امت تھے' اللہ کے لیے فرمانبردار اور یکسو' اور آپؑ مشرکین میں سے نہیں تھے۔''

اَمَّ یَؤُمُّ کے لغوی معنی قصد کرنے کے ہیں۔ سورۂ یوسف (آیت ۴۵) میں اُمَّۃ کا لفظ وقت اور مدت کے لیے بھی استعمال ہوا ہے (وَادَّکَرَ بَعۡدَ اُمَّۃٍ)۔ وقت اور زمانے کے بھی ہم پیچھے چلتے ہیں تو گویا اس کا قصد کرتے ہیں۔ اسی طرح راستے پر چلتے ہوئے بھی انسان اس کا قصد کرتا ہے۔ اس حوالے سے لفظ اُمَّۃ وقت اور راستے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بہت سے لوگ ایک نظریے کا قصد کر کے اکٹھے ہو جائیں تو انہیں بھی اُمَّۃ کہا جاتا ہے' یعنی ہم مقصد لوگوں کی جماعت۔ چنانچہ اسی معنی میں سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۴۳ میں فرمایا گیا: ﴿وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ﴾۔ اس لحاظ سے آیت زیر نظر میں لفظ اُمت کا مفہوم یہ ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک راستہ بنانے والے' اور ایک ریت ڈالنے والے تھے' اور اس طرح آپؑ اپنی ذات میں گویا ایک اُمت تھے۔ جب دنیا میں کوئی مسلمان نہ تھا اور پوری دنیا کفر کے راستے پر گامزن تھی تو آپؑ تن تنہا اسلام کے علمبردار تھے۔

آیت ۱۲۱ ﴿شَاکِرًا لِّاَنۡعُمِہٖ ؕ اِجۡتَبٰہُ وَ ہَدٰىہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۲۱﴾﴾ ''شکرگزار تھے اُس کی نعمتوں کے۔ اللہ نے ان کو پسند کر لیا تھا اور اُن کو ہدایت دی تھی سیدھی راہ کی طرف۔''

آیت ۱۲۲ ﴿وَ اٰتَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً ؕ وَ اِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾﴾ ''اور ان کو ہم نے دنیا میں بھی بھلائی عطا کی تھی' اور یقیناً آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں سے ہوں گے۔''

آیت ۱۲۳ ﴿ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾﴾ ''پھر (اے محمد ﷺ!) ہم نے وحی کی آپ کی طرف کہ پیروی کیجیے ملتِ ابراہیمؑ کی یکسو ہو کر' اور وہؑ ہرگز مشرکین میں سے نہ تھے۔''

آیت ۱۲۴ ﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ عَلَی الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ؕ﴾ ''ہفتہ کا دن تو انہی لوگوں کے لیے معیّن کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔''

دراصل بنی اسرائیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر فرمایا تھا' مگر انہوں نے اپنی شرارت کی وجہ سے اس کی ناقدری کی اور اسے چھوڑ کر ہفتہ کا دن اختیار کر لیا۔ چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس حیثیت میں ہفتہ کا دن ہی مقرر کر دیا۔

﴿وَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب اُن کے مابین فیصلہ کرے گا قیامت کے دن اُن چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔''

موت اور مال کی کمی

عَنۡ مَحۡمُوۡدِ بۡنِ لَبِیۡدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((اِثۡنَانِ یَکۡرَھُھُمَا ابۡنُ اٰدَمَ یَکۡرَہُ الۡمَوۡتَ وَالۡمَوۡتُ خَیۡرٌ لِّلۡمُؤۡمِنِ مِنَ الۡفِتۡنَۃِ وَیَکۡرَہُ قِلَّۃَ الۡمَالِ وَقِلَّۃُ الۡمَالِ اَقَلُّ لِلۡحِسَابِ)) (رواہ احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا' حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے' اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو نہیں پسند کرتا' حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔''

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 جمادی الاوّل 1436ھ — جلد 24
24 فروری تا 2 مارچ 2015ء — شمارہ 08

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-36293939
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

سانحۂ بلدیہ ٹاؤن اور پاکستان کا نظامِ انصاف

11 ستمبر 2012ء کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں ایک فیکٹری میں اچانک آگ بھڑک اٹھی جس سے دو سو اٹھاون افراد جل کر خاکستر ہو گئے اور سینکڑوں لوگ زخمی ہو گئے۔ اُس وقت یہ بات سامنے آئی تھی کہ آگ لگنے سے بھگدڑ مچی اور مزدوروں نے فیکٹری سے باہر نکلنے کی کوشش لیکن ایک کے سوا فیکٹری کے تمام دروازے بند تھے، جس سے اتنا زیادہ جانی نقصان ہوا۔ آگ لگنے کی وجہ شارٹ سرکٹ بتائی گئی۔ بعدازاں پولیس نے بھی شارٹ سرکٹ ہی کو آتشزدگی کی وجہ قرار دے دیا۔ ظاہر ہے، اگلا مرحلہ یہی تھا کہ اس جانی و مالی نقصان کو ایک اتفاقی حادثہ قرار دے کر کیس داخل دفتر کر دیا جاتا۔ لیکن 22 جون 2013ء کو سندھ ہائی کورٹ میں J.I.T رپورٹ پیش کی گئی، جس میں حادثہ کو تخریب کاری قرار دیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ ایک سیاسی جماعت نے بھتہ خوری میں ناکامی پر فیکٹری کو آگ لگائی ہے۔ یہ رپورٹ سندھ ہائی کورٹ کو ان کیمرہ پیش کی گئی، لہٰذا یہ پبلک نہ ہو سکی۔ لیکن لگ بھگ اڑھائی سال بعد اس سانحہ کی بازگشت اس لئے سنائی دی کہ چند روز قبل رینجرز نے سندھ ہائی کورٹ کی کھلی سماعت کے دوران J.I.T کی تفصیلی رپورٹ پیش کر دی، جس میں وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ کے ایک سیکٹر انچارج رضوان قریشی نے یہ انکشاف کیا ہے کہ ایم کیو ایم کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے اپنے فرنٹ مین کے ذریعے فیکٹری کے مالکان سے 20 کروڑ روپیہ بھتہ طلب کیا تھا، جس پر مالکان نے اپنے علاقہ یعنی بلدیہ ٹاؤن کے سیکٹر انچارج کے ذریعے نائن زیرو رابطہ کیا اور بعدازاں وہاں حاضری بھی دی، لیکن وہاں کی انتظامیہ نے کوئی بات نہ سنی اور بلدیہ ٹاؤن کے سیکٹر انچارج کو معطل کر دیا گیا۔ بیان کے مطابق نئے سیکٹر انچارج نے مالکان سے بھتہ کا مطالبہ کیا اور نہ ملنے پر فیکٹری کو آگ لگا دی، جس سے اتنا بڑا نقصان ہوا کہ اسے پاکستان کا نائن الیون کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

ہم نہیں جانتے کہ J.I.T کی بتائی گئی اس سٹوری میں کتنی حقیقت ہے، لیکن ایک ایسی تحقیقاتی ٹیم جس میں آئی ایس آئی، ایم آئی، ایف آئی اے اور آئی بی جیسی ٹاپ کی خفیہ ایجنسیاں شامل ہوں اُن کی متفقہ رپورٹ کو جھٹلانا بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس رپورٹ کے مطابق نامزد ملزمان کی ضمانت کے لئے سرکاری سطح پر کوشش کی گئی جو ظاہر کرتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ بلکہ ہم تو آگے بڑھ کر اس بات پر حیرت کا اظہار کریں گے کہ کراچی میں ہونے والی کوئی بھی واردات ہو، چاہے وہ جیو کے نمائندہ ولی خان بابر کا قتل ہو، 12 مئی کا سانحہ ہو، پانچ وکلاء کو اُن کے دفتر میں جلا کر ہلاک کر دینے کا واقعہ ہو یا سانحہ بلدیہ ٹاؤن، کراچی سمیت ملک بھر میں جگہ جگہ عوام فوری طور پر ملزموں کی نشان دہی کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر بے خبر ہوتے ہیں تو وہ پاکستان کے سرکاری ادارے بے خبر ہوتے ہیں، جس میں پولیس تھانہ، خفیہ ایجنسیاں اور عدالتیں سب شامل ہیں۔ ظاہری طور پر تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ کراچی میں خوف و ہراس کی ایسی فضا قائم کر دی گئی ہے کہ کوئی حق بات زبان پر لانے کو تیار ہی نہیں ہوتا۔ خود صوبائی اور مرکزی حکومتوں پر خوف طاری ہوتا ہے، جو اُن کے بیانات اور طرزِ عمل سے ظاہر

ہو رہا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وکیل، جج یا پولیس اہلکار سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ حق کی خاطر ڈٹ جائیں اور اپنی جان کی بازی لگا دیں۔ پھر یہ کہ جب ہر محکمہ میں میرٹ کی بجائے سیاسی بنیادوں پر تعیناتیاں کی جائیں گی تو مثبت نتائج کیسے برآمد ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ سانحۂ پشاور جس میں سکول کے معصوم بچے شہید ہو گئے تھے، کے بعد فوج، حکومت اور اپوزیشن سب مل کر متحرک ہوئے تھے۔ دہشت گردی کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مشترکہ کوششوں کا آغاز کیا گیا تھا۔ دہشت گردی کو ملک کا اوّلین اور سنگین ترین مسئلہ قرار دیتے ہوئے سب ایک پیج پر آ گئے تھے اور نیشنل ایکشن پلان کی منظوری دی گئی تھی۔ دہشت گردی کے خلاف یہ مشترکہ جدوجہد ایک اچھا آغاز تھا، لیکن نہ جانے ہم ہر اچھے کام میں مینگنیاں کیوں ڈال دیتے ہیں۔ آئین میں اکیسویں ترمیم لانے کا فیصلہ کیا گیا۔ جس کے مطابق فوجی عدالتوں کے قیام کو آئینی جواز دیا گیا لیکن یہ عجیب وغریب فیصلہ کیا گیا کہ فوجی عدالتوں میں صرف وہ مقدمات بھیجے جائیں گے جس میں قتل وغارت مذہب کے نام پر ہوگا۔ گویا بالفاظ دیگر لسانی اور علاقائی عصبیت کی بنیاد پر ''لائسنس ٹوکل'' دے دیا گیا۔ اس لئے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا موجودہ عدالتی نظام مجرموں، قاتلوں اور دہشت گردوں کا بال بیکا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہاں تک کہ بلوچستان میں ریاست کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کو بھی فوجی عدالتوں سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ کسی قانون کو کسی خاص طبقہ یا گروہ کے لیے خاص کر دینا اس کی تو کوئی سیکولر جمہوری معاشرہ بھی اجازت نہیں دیتا، چہ جائیکہ یہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان ہیں کہ قراردادِ مقاصد جس کے آئین کا حصہ ہے، ایسا امتیازی قانون نافذ کیا جائے۔ ہماری رائے میں کوئی شخص گروہ یا جماعت اگر بندوق اٹھائے قانون کو ہاتھ میں لے اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کرے تو یہ دہشت گردی کا ارتکاب ہے چاہے مذہبی بنیادوں پر ہو یا غیر مذہبی ہو، سب بلا امتیاز عبرت ناک سزا کے مستحق ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا موجودہ عدالتی نظام انگریز کا تیار کردہ ہے جو اس نے حاکم کی حیثیت سے ایک غلام قوم کو فراہم کیا تھا، جس میں انصاف حاصل کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ لوگوں کی پوری پوری زندگی حصولِ انصاف کی نذر ہو جاتی ہے لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم دوسری انتہا پر چلے جائیں اور اتنی عجلت پسندی کا مظاہرہ کیا جائے کہ انصاف مذاق بن جائے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کراچی اور ملک بھر میں امن اس طرح قائم نہیں ہوگا کہ ہر واردات کے بعد کسی افسر کو معطل کر دو اور کوئی چھوٹا موٹا عہدے دار پھلانگ کر یکدم بڑے عہدے پر پہنچ جائے یا نئی گاڑیاں خرید لو یا کلوز سرکٹ کیمروں کی تعداد میں اضافہ کر دو وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اقدامات نظام میں بنیادی تبدیلی کرنے کے بعد ہی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ وگرنہ یہ غیر ضروری جھاڑ جھنکار مثبت نتائج ہرگز پیدا نہیں کر سکے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ایسے نظامِ انصاف کی ضرورت ہے جو بروقت ہو، سستا ہو اور بلا امتیاز لاگو ہو۔ پھر یہ کہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ فراہم کردہ عدل کو عملی شکل دے سکے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ مغرب کی چکا چوند نے ہماری آنکھیں چندھیا دی ہیں اور ہم اپنے ماضی پر نگاہیں ڈالنے کو تیار نہیں۔ ایسا شاندار ماضی جس سے یورپ نے بہت کچھ سیکھا۔ آج بھی سیکنڈے نیوین ممالک میں عمرؓ لا کے نام سے قانون موجود ہے اور وہ کارِ سرکار کو بہتر کرنے میں اس قانون سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ گویا صرف ایک اسلامی قانون کا وہ بھی جزوی طور پر لاگو ہونا ریاستی سطح پر امن وامان کا باعث بن رہا ہے۔ ہم اپنے سیاسی وعسکری حکمرانوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ خدارا کبھی وقت نکال کر قرآن و حدیث پر اس نقطۂ نظر سے نگاہ ڈال لیں کہ وہ نظامِ عدل کے حوالہ سے ہماری کیسی رہنمائی کرتا ہے۔ پھر خلفائے راشدین بلکہ ان کے بعد آنے والے بھی بعض خلفاء کے طرزِ حکومت پر نگاہ ڈالیں، جن کا اقتدار لاکھوں مربع میل پر پھیلا ہوا تھا، تو انہیں معلوم ہوگا کہ کتنی وسیع اور عظیم الشان ریاستیں کیسے امن وامان کا گہوارہ بنی ہوئی تھیں۔ اگرچہ ایک ہفت روزہ کا اداریہ اسلام کے نظامِ عدل کا احاطہ تو نہیں کر سکتا، لیکن ہم چند اشارات سے قارئین کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام عدل کی بنیاد کس شے کو قرار دیتا ہے اور اس حوالہ سے ہمیں نبی کریم ﷺ کی سنت سے کیا رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸﴾ (المائدہ)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم عدل سے منحرف ہو جاؤ۔ عدل سے کام لو۔ یہی قریب تر ہے تقویٰ کے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ یقیناً اس سے باخبر ہے۔''

اسلامی قانون کے بلا امتیاز اور بلا تفریق لاگو ہونے کے حوالہ سے ہمارے پاس عہد نبویؐ کی بے مثل تاریخی نظیر موجود ہے۔ جب آپ ﷺ کے پاس مخزومی قبیلہ کی فاطمہ کی چوری کا مقدمہ لایا گیا۔ (باقی صفحہ 19 پر)

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نکاح کے راستے کو آسان بنایا جائے

اسلام میں شادی بیاہ کے ضمن میں خرچ کا بوجھ صرف لڑکے پر ڈالا گیا ہے

شادی و بیاہ کے نام پر ہمارے معاشرے میں رائج رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

معاشرتی جبر کے باعث ''جہیز ایک لعنت'' کا نعرہ لگانے والے بھی جہیز دینے پر مجبور ہیں

تقریب نکاح کو سنت کے مطابق منعقد کرنے ہی سے خرابی کی جڑ کٹ سکتی ہے

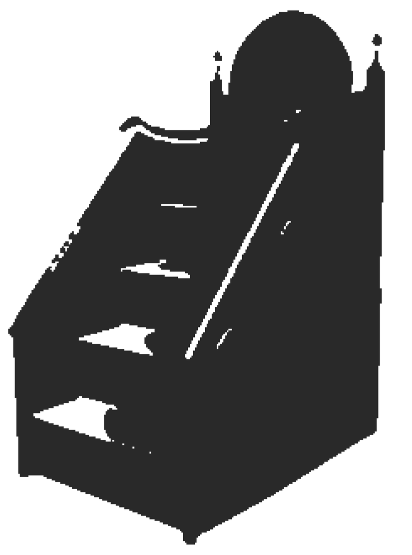

اسلام کا معاشرتی نظام اور رسوماتِ نکاح

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ایک سابقہ خطاب جمعہ سے ماخوذ

شادی و بیاہ کے موقع پر ہمارے معاشرے میں آج جو رسومات رائج ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ انہی غیر اسلامی رسومات کے باعث آج نکاح جیسا مقدس بندھن ایک بوجھ بن کر رہ گیا ہے۔ جس معاشرے میں نکاح پر غیر ضروری قدغنیں موجود ہوں وہاں زنا کے راستے کھل جاتے ہیں‘ جس کے باعث خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرہ تعفن کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام میں زنا کو نہ صرف کبیرہ گناہوں میں شامل کیا گیا بلکہ اسلامی ریاست کے لئے ایک اہم اصول دے دیا گیا کہ وہ ان راستوں کو بھی بند کرے جو زنا کی طرف لے کر جانے والے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کا حکم ہے ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی﴾ (بنی اسرائیل: 32) ''زنا کے قریب بھی مت پھٹکو‘‘ ظاہر بات ہے زنا ایک عمل ہے جس کے کچھ محرکات ہیں‘ اس کے لئے ایک سازگار ماحول ضروری ہوتا ہے۔ اسلام میں ان سب چیزوں کی بندش و ممانعت ہے اور یہ اسلامی ریاست کے اولین فرائض میں سے ہے کہ وہ ایسا معاشرہ قائم کرے جہاں زنا انتہائی مشکل ہو جائے۔

دوسری طرف اسلام ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ نکاح کے راستے کو آسان بنایا جائے کیونکہ یہ انسان کا ایک جبلی تقاضا ہے۔ اس دور میں نفسیات کے حوالے سے اس کی اہمیت اور زیادہ منکشف ہو چکی ہے۔ فرائڈ نے واضح کیا ہے کہ جنس انسان کا قوی ترین محرک یا جذبہ ہے۔ بہر حال یہ جبلی تقاضا اللہ نے انسان میں رکھا ہے اور یہ انسانی حیوانی وجود کا لازمی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نسل انسانی کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنایا ہے جو ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اسی لئے سورۃ النساء کی وہ آیت جو خطبہ نکاح کا مستقل جز ہے اس میں فرمایا: ''اے لوگو! اپنے اس رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور اس ایک جوڑے سے کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔‘‘ یعنی یہ نسل انسانی کے پھیلاؤ کا ایک راستہ ہے جس کے لئے جائز Channel نکاح ہے۔ اسی لئے اسلام کی تعلیم ہے کہ اس جائز راستے کو آسان بناؤ اور جو راستہ معاشرے کے لئے مہلک ہے اس پر دور دور تک حد بندی قائم کر دی جائے۔ یہ اسلامی حکومت کا ایک اہم فریضہ ہے۔

اس اہم اسلامی معاشرتی اصول کی روشنی میں اگر ہم دیکھیں کہ ہمارا معاشرہ کدھر جا رہا ہے تو بالکل برعکس صورتحال ہے۔ ہمارے ہاں زنا کے محرکات پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بلکہ حکومت کی سرپرستی میں بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ مخلوط محفلوں کا انعقاد ہے۔ مخلوط تعلیم کی طرف لے جانے کی کوشش‘ خواتین کو گھروں سے نکال کر دفاتر‘ اسکولز‘ کالجز میں مردوں کے شانہ بشانہ لانا اور اب تو نیشنل اسمبلی میں بھی خواتین کی نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔ اس کے برعکس نکاح کرنا اس معاشرے میں نہایت مشکل ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ ''نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔‘‘ پہلے منگنی کی تقریبات ہیں پھر جوڑوں اور تحائف کا تبادلہ ہے‘ پھر مہندی‘ تیل‘ نکاح‘ رخصتی اور اتنی زیادہ تقاریب ہیں کہ رخصتی کے بعد بھی لڑکی والے فارغ نہیں ہوتے۔ یہی معاملہ لڑکے والوں کا ہے‘ لڑکے کو بھی اگر شادی کرنی ہے تو ان تقاریب کا حساب رکھنا پڑے گا۔ لاکھوں کا بجٹ ہو تو آدمی سوچے کہ شادی کی جا سکتی ہے۔ ورنہ عمر گزر رہی ہے تو گزر رہی ہے جبکہ غیر شرعی راستے تو کھلے ہی ہوئے ہیں۔

زنا کے راستوں کی دور دور حد بندی اور شادی کے راستے کو آسان بنانے کے ساتھ اسی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ نکاح میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''اے علی تین چیزیں ایسی ہیں جن میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ نماز کا جب وقت ہو جائے تو ادا کرنے میں‘ جنازہ جب سامنے موجود ہو تو تدفین اور جنازہ پڑھنے میں اور لڑکی کے لئے جب ہم کفو کوئی رشتہ دستیاب ہو تو نکاح کرنے میں‘‘۔ (رواہ الترمذی)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جس کی اولاد پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے‘ اچھی تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔ اگر وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح نہ کرے تو بچہ اگر کسی گناہ میں ملوث ہو گا تو اس کا وبال والد پر ہو گا۔‘‘ (شعب الایمان للبیہقی)

یہ منطقی تقاضا ہے کہ اگر آپ زنا کے راستے کو

روکنا چاہتے ہیں تو دوسرے راستے کو آسان بنانا ہوگا اور اسے سہل بنانے کے حوالے سے حضور ﷺ نے جو اسوہ پیش کیا ہے وہ ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے۔ آنحضور ﷺ رحمت للعالمین بن کر آئے۔ آپؐ نے انسانیت کو ان تمام بوجھوں سے نجات دلائی جو اصل میں شیطان کے ہتھکنڈے اور انسان کو راہ ہدایت سے برگشتہ کرنے کے مختلف انداز ہیں۔ انہی میں شادی بیاہ کے موقع پر رسومات کا بوجھ ہے۔ ان کا بوجھ جب انسان پر آتا ہے تو اس کی شخصیت اس بوجھ تلے دب کر رہ جاتی ہے۔ بیسیوں رسومات ہمیں معاشرتی جبر کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ یہ غیر اسلامی ہیں لوگ انہیں کرنے پر مجبور ہیں۔ آنحضور ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ شادی کرنا آسان ترین کام ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام میں دوسرا اہم اصول کفالت کا بوجھ ہے جو مرد کے اوپر ہے۔ اب کوئی کہے کہ نہیں دونوں برابر ہیں اور دونوں کو معاشی بھاگ دوڑ میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ موجودہ زمانے کے شیطانی نظریات ہیں۔ لیکن اسلام کفالت کا بوجھ لڑکے پر ڈالتا ہے' لڑکی پر نہیں کیونکہ مرد عورت کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے۔ وہ بھاگ دوڑ زیادہ کر سکتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں شادی بیاہ کی تقاریب میں بھی خرچ کا بوجھ لڑکے والوں پر ڈالا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں اصل بوجھ لڑکی والوں پر ہے۔

شادی بیاہ کے ضمن میں صرف ایک تقریب ہے جس کا سراغ حضورؐ کی سنت سے ملتا ہے' وہ ہے دعوت ولیمہ کی تقریب جو لڑکے والوں نے کرنی ہے۔ اسلام میں لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح کے موقع پر جو چھوارے اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے وہ بھی لڑکے والے لے کر آتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ لڑکی بھی اسلام میں وارث ہے۔ وراثت کے معاملے میں نوع انسانی نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کسی معاشرے میں یہ رواج تھا کہ ساری میراث صرف بڑے لڑکے کی ہو گی یا جو زور آور لڑکے ہیں وہ باپ کی وراثت بانٹ لیں گے اور چھوٹے رہ جائیں گے۔ جب کہ لڑکیوں کا تو کبھی سرے سے کسی نے حق مانا ہی نہیں۔ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لڑکی بھی وارث ہے۔ یہ اسلامی معاشرت کا تیسرا اہم اصول ہے۔ اس پر بھی جتنا کچھ ہمارے یہاں عمل ہو رہا ہے ہمیں خود اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔ یہاں تک کہ جو لوگ نماز روزہ کے پابند ہیں اور مختلف قسم کے دینی مکاتب فکر میں فعال کردار بھی ادا کر رہے ہیں اس معاملے میں ان کا طرز عمل بھی قابل افسوس ہے۔ چونکہ لڑکی مستقلاً وارث ہے اور اسے وراثت سے حصہ ملے گا۔ اس لئے اسلام میں جہیز کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ یہ خالص ہندوانہ تصور ہے۔ دراصل ان کے ہاں لڑکی وراثت میں شریک نہیں ہوتی لہٰذا ایک ہی مرتبہ گھر سے دے دلا کر رخصت کر دیا جاتا ہے۔ ہندو فلسفے میں ہے کہ وہ ایک دفعہ جب رخصت کرتے ہیں تو اس یقین کے ساتھ کہ اب لڑکی واپس اس چوکھٹ پر نہیں آئے گی۔ بعض خاندانوں میں تو یہ ہے کہ اگر شوہر مر گیا تو ساتھ وہ بھی ستی ہو جائے گی (یعنی جل مرے گی)۔ ظاہر بات ہے کہ یہ جاہلانہ تصور ہے۔ اسلام نے نوع انسانی کو جاہلیت ہی سے تو نجات دی ہے اور عظمت انسانی سے روشناس کروایا۔

پریس ریلیز 20 جنوری 2015ء

عراق میں شیعہ سنی فسادات بھڑکانے والی ابلیسی قوتیں اور اُن کے ایجنٹ امام بارگاہوں پر حملوں میں ملوث ہیں

مسلمان اتحاد کا مظاہرہ کر کے دشمن کے ناپاک عزائم ناکام بنادیں

ہم اگر اب بھی اللہ پر بھروسا کر کے اسلامی نظام کو اپنالیں تو اللہ ہماری مدد کرے گا

حافظ عاکف سعید

ابلیسی قوتیں اور اُن کے ایجنٹ امام بارگاہوں پر حملوں میں ملوث ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ان ہی قوتوں نے عراق پر مسلط کردہ جنگ کے دوران اہل تشیع اور اہل سنت کی مساجد پر حملے کر کے دونوں فرقوں کے درمیان قتل و غارت کا سلسلہ شروع کرایا تھا۔ ایسی ہی ایک تخریب کاری میں ملوث برطانوی فوجی رنگے ہاتھوں پکڑے بھی گئے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہی قوتیں پاکستان میں شیعہ سنی فسادات بھڑکانے کے لئے سرگرم عمل ہیں اور امام بارگاہوں پر مسلسل حملے کئے جارہے ہیں۔ اُنہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اتحاد کا مظاہرہ کر کے دشمن کے ناپاک عزائم ناکام بنادیں۔ اُنہوں نے افغانستان کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نائن الیون کے بعد پاکستان نے ایٹمی قوت ہونے اور دنیا کی بہترین فوج رکھنے کے باوجود امریکہ کے آگے سرنڈر کر دیا تھا اور امارت اسلامیہ افغانستان کو تباہ و برباد کرنے میں اسلام دشمن قوتوں کی مدد کی تھی لیکن طالبان افغانستان نے اللہ پر بھروسا کیا اور دنیا کی سپریم پاور سے ٹکراؤ مول لیا۔ آج اللہ کے فضل سے امریکہ افغان طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے اور پاکستان ایک بار پھر ان مذاکرات میں امریکیوں کی مدد کرتے ہوئے افغان طالبان پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ کی حکومت سے تعاون کریں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان آج اس حالت کو اس لئے پہنچا ہے کیونکہ ہم نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ سے انحراف کیا ہے اور عملی طور پر اللہ اور رسول سے بغاوت کر رکھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم بحیثیت ریاست اپنے قیام کا جواز کھو چکے ہیں۔ لہٰذا دنیا بھر میں ہمیں ذلت و رسوائی کا سامنا ہے۔ ہم بھی اگر اللہ پر بھروسا کر کے اسلامی نظام کو اپنالیں تو اللہ ہماری مدد کرے گا اور پاکستان اب بھی مضبوط و مستحکم ملک بن سکتا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

سیرت رسولؐ کے حوالے سے جو ذکر کیا جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز دیا تھا دراصل خلاف واقعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ اپنی لختِ جگر کو دیا اس پر لفظ جہیز کا اطلاق غلط ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی کسی اور صاحبزادی کو تو کوئی ایسی چیز نہیں دی جس پر جہیز کا اطلاق کیا جاسکے۔ یہاں مسئلہ یہ تھا کہ حضورؐ کی حیثیت دہری تھی' آپؐ لڑکی کے والد بھی تھے اور حضرت علیؓ کے ولی اور سرپرست بھی آپؐ ہی تھے۔ اسلامی اصول کے تحت کہ مہر لڑکے کو دینا ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے' صرف گھوڑا ہے یا زرہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ زرہ بیچ دو اور اس سے جو رقم حاصل ہو اس سے حق مہر ادا کرو۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مناسب قیمت پر زرہ خرید لی جو اگرچہ بعد میں تحفتہً واپس کر دی تھی۔ بہرحال اس رقم کے کچھ حصہ سے حضور ﷺ نے گھر کا ساز و سامان تیار کیا تھا جسے ہم جہیز کا نام دے کر اب لاکھوں کروڑوں کا جہیز دیتے ہیں' اس سامان میں کھجور کی چھال کا بچھونا' مشکیزہ' تکیے اور چکی وغیرہ شامل ہیں۔ اب اسے آپ جہیز کیسے کہیں گے جبکہ یہ تو حق مہر کی رقم سے خریدا گیا سامان تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلام میں جہیز کا کوئی تصور نہیں۔

اسی کو آگے بڑھایئے' اسلامی معاشرت میں برات کا بھی کوئی تصور نہیں ہے۔ عربی زبان میں برات کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے' اس لئے کہ ان کے یہاں اس کا رواج ہی نہیں تھا۔ یہ خالص ہندوانہ تصور ہے جو جہیز کے تصور کے ساتھ جڑتا ہے۔ دراصل جب لڑکی کو ایک مرتبہ کچھ دے دلا کر رخصت کریں گے تو اس جہیز کو لے کر جانا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے لوگ چاہئیں' کیونکہ پہلے قافلوں پر عام ڈاکے پڑتے تھے۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لئے پوری برادری ساتھ مل کر مضبوط قافلے کی صورت میں جائے اور مال غنیمت لے کر لوٹے۔ یہ ساری چیزیں ان کے معاشرے سے ہم آہنگ ہیں۔ اسلامی معاشرے سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

نکاح سنت رسولؐ ہے تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آنحضور ﷺ نے اس فریضہ کو کس طور سے انجام دیا؟ سیدھی سی بات یہ ہے کہ مسجد میں جمع ہوں جیسا کہ جامع ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ''نکاح کا اعلان عام کیا کرو اور تقریب نکاح مساجد میں منعقد کیا کرو۔''

ساری برادری کو بلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' اس حوالے سے ہوسکتا ہے کسی کو اختلاف ہو لیکن حضورؐ کا یہ عمل نہیں تھا۔ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے موقع پر بھی آپؐ نے چند صحابہؓ کو بلایا ہے۔ مسجد میں جمع ہوئے' نکاح ہوا اور اُم ایمنؓ کو رات کے وقت حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے حجرے میں چھوڑ کر آئیں۔ اسوۂ رسولؐ تو یہ ہے۔ اس کے مطابق لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہیں' بس فریقین مسجد میں جمع ہوں وہاں نکاح ہو' ایجاب و قبول ہو' خطبۂ مسنونہ پڑھا جائے۔ (اصل شے ایجاب وقبول ہے) دعا پڑھ کر وہاں سے فارغ ہوں' لڑکی کو کسی مناسب طریقے سے لڑکے کے ہاں پہنچا دیا جائے اور لڑکا اپنی بساط کے مطابق ولیمہ کرے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اصلاح الرسوم پر بہت کام کیا ہے' وہ لکھتے ہیں کہ اگر ولیمہ اس نیت سے کیا جارہا ہے کہ اپنی دولت کا اظہار مقصود ہے تو ایسے ولیمے کا کھانا حرام ہے۔

ولیمہ سنت رسولؐ ہے بعض کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن اس میں بھی یہ ہے کہ لڑکے کو اپنی بساط کے مطابق کرنا چاہئے۔ اگر نہ بھی کیا جائے تو عمل نکاح میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ کیا اس سے آسان کوئی بات ہوسکتی ہے؟ منگنی کے معاملے میں بھی بس دو افراد کے مابین بات ہوگی' اس کے لئے کسی تقریب' دعوت وغیرہ کا اسلامی معاشرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آج پڑھے لکھے لوگوں میں یہ احساس تو بہت ہے کہ ہم نے شادی کے معاملے میں اپنے لئے خود مشکلات کھڑی کر لی ہیں۔ ''جہیز ایک لعنت'' کا نعرہ تو ہمارے یہاں ایک عام جملہ بن گیا ہے لیکن یہ نعرہ لگانے والوں کا جب اپنا معاملہ آتا ہے تو وہ بھی جہیز دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ ساری باتیں بے معنی ہیں جب تک ہم طے نہ کر لیں کہ ان معاملات کو حضور اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہی انجام دینا ہے۔ کیونکہ جب ہم کہتے ہیں کہ نکاح سنت رسولؐ ہے تو اس کے لئے صحیح یہ ہے کہ اسے سنت رسولؐ کے مطابق ہی ادا کیا جائے۔ خرابیوں کی جڑ اسی سے کٹے گی۔ صرف ایک اصول اپنا لیں کہ ہم صرف انہی تقریبات اور رسومات پر اکتفاء کریں گے جن کا حضورؐ اور صحابہؓ کی سیرت میں سراغ ملتا ہو اور باقی سب کو ختم کر دیا جائے۔

☆☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

کے جوابات پر مشتمل **ماہانہ پروگرام**

تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جاسکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم وحلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی 20 تاریخ تک درج ذیل ذرائع سے بھجواسکتے ہیں۔

i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔ ii) بذریعہ خط: K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔

iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
042-35869501-3/042-35856304

گورا قبرستان

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہمارے ہاں جب کبھی جمہوریت کے بازار میں سر پھٹول یا گرما گرمی ہوتی ہے، پاسدارانِ جمہوریت اسے ہمیشہ جمہوریت کے حسن کا نام دیتے ہیں۔ سو ہفتہ رفتہ میں یہ بازارِ حسن خوب گرم رہا۔ ایک خرید و فروخت (گھوڑوں کی۔ بالفاظ دیگر ہارس ٹریڈنگ) سینٹ الیکشن کے ضمن میں جاری و ساری ہے۔ قوم پر قربان ہونے کے جذبے سے خوب بھاؤ تاؤ، روٹھنا، منا، پارٹی ڈسپلن توڑ کر مفاداتی سیاست کی کہانیاں سامنے آ رہی ہیں۔ دوسری جانب تکلیف دہ حد تک بے رحم سیاست سانحۂ بلدیہ ٹاؤن کے حوالے سے اپنی ڈریکولا صورت لئے سامنے آ گئی ہے۔ لاشوں پر سیاست، بلیک میلنگ، جوڑ توڑ قوم کے سامنے ہے۔ بھتوں کے شہداء کی کہانی بھی ہمارا مقدر تھی۔ تین سال سے رینجرز کو اس کی خبر تھی۔ رپورٹ اب ہائی کورٹ کے طلب کرنے پر سامنے آ گئی۔

سابق حکومتی عہدیدار نے 15 کروڑ کے عوض یہ کیس ختم کروایا۔ بلدیہ ٹاؤن کی آگ ان صاحب کی جیب گرم کر گئی۔ 258 بے گناہ مزدوروں و دیگر کی دیت ایک جیب میں چلی گئی۔ مقتولین کے ورثاء اتنے با اثر نہ تھے کہ ان کی تصاویر روزانہ شہ سرخیوں کے ساتھ میڈیا میں جگہ پاتیں۔ یہ بھتہ خور چونکہ داڑھی، پگڑی، دینی پس منظر نہ رکھتے تھے بلکہ سیاسی افراد تھے، لہٰذا نہ شہادتوں کا غم اچھلا، نہ فوجی عدالتوں، پکڑ دھکڑ کے مناظر بنے۔ یہ دہشت گردی نہ تھی! قانون کا کوڑا صرف مولوی کی پیٹھ پر برستا ہے۔ زندہ جلانے سے زیادہ کریہہ المنظر کوئی سانحہ نہیں ہو سکتا (ایک اردنی پائلٹ کے جلانے پر پوری دنیا چلا اٹھی)۔

اس سے بڑھ کر تکلیف دہ یہ کہ صرف سیاسی بلیک میلنگ کے لئے کیس کو اچھالا جا رہا ہے۔ فراہمی انصاف میں اتنی دلچسپی نہیں ہے۔ ایسے ملزمان کو صولت مرزا (مقامی ریمنڈ ڈیوس) والا استثناء حاصل رہتا ہے۔ اسی طرح سانحۂ 12 مئی کا ملزم، درجنوں قتل کرنے کا اقراری مجرم عبدالرفیق بھی پکڑا گیا ہے۔ وزارت داخلہ جو عام حالات میں دہشت گردی کے خلاف پھنکارتی رہتی ہے، صولت مرزا کی دفعہ آڑے آئی۔ اب دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یہاں پیپلز پارٹی گھن گرج کے بیانات داغ رہی تھی متحدہ کے خلاف۔ اُدھر عبدالرحمٰن ملک الطاف حسین سے ملاقات کو لندن چل دیئے۔ سینٹ کے انتخابات درپیش ہیں۔ سو لگے ہاتھوں حالات کا دباؤ ڈال کر منہ مانگے نتائج حاصل کر لئے جائیں! یہ ہی تو جمہوریت کا حُسن ہے! جو حسن زبان و بیان کا عمران خان اور الطاف حسین کے مابین چلا، بڑے جی داروں کے کانوں کی لویں سرخ ہو گئیں۔ بچوں کو کیا منہ دکھائیں۔ نسل نو کو سیاست کا یہ رنگ کیا تربیت دے گا۔ پناہ بخدا! عوام تو پہلے کالانعام تھے۔ اب تو مزید مردہ جانوروں کا گوشت، گدھے کا گوشت کھلا کر پالے جا رہے ہیں۔ دودھ کے نام پر واشنگ مشینوں میں کیمیائی مواد ناقص خشک دودھ، اور تیل پانی ملا کر تیار شدہ محلول پلایا جا رہا ہے۔ یہ کھا پی کر بیمار ہوتے ہیں تو دوا بھی اسی عطار کے لونڈے سے ملاوٹ زدہ، جعلی ملتی ہے۔ باقی وقت؟

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں!

آرزو بجلی کی، انتظار گیس کا۔ سو حکمرانوں کے سر پارلیمنٹ میں اور پانچوں انگلیاں سینٹ کی کڑاہی میں ہیں۔ اللہ بھر بھر کر نوازتا رہے، لیکن دن پھریں گے فقط وزیروں کے۔

ایسی ڈریکولا جمہوریت اور ڈنڈا بردار امریکہ نواز حکمرانیوں میں تھر میں کوئلے کی صورت ہُن برسنے کے اسباب بنے۔ بلوچستان کے معدنی وسائل کے انبار لگے۔ اب رجوعہ، چنیوٹ میں قیمتی ذخائر لوہا، سونا، تانبا زمین نے اگل دیئے۔ لیکن جس ملک کو رب نے پانچ دریاؤں، چار موسموں، ہمہ نوع جغرافیائی قطعہ ہائے زمین سے نوازا تھا، وہ ٹماٹر، آلو، کیلے کے لئے بھی اپنے بدترین دشمن ہمسائے کا محتاج ہے! عوام لمبی تان کے سوتے رہے (جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے۔ اردو میں بھی، پنجابی میں بھی) حکمران، بیوروکریٹ، جرنیل کیا کرتے رہے؟ جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ سوئس اکاؤنٹ بھرتے رہے۔ ڈوبتی معیشت اور سارے بحرانوں کے باوجود پاکستان سوئس بینکوں میں سب سے زیادہ ڈالر اکاؤنٹ رکھنے والے ملکوں میں 48 ویں نمبر پر آ گیا۔ یہ ڈالر اکاؤنٹ کس کے ہیں؟ فہرست؟ ملین ڈالر کا سوال ہے یہ! عوام ایسے سوال نہ اٹھائیں، وہ ورلڈ کپ دیکھیں۔ ذرا یہ ورلڈ کپ ہو لے، پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔ فی الحال تو سٹہ بازی عروج پر ہے۔ ''یوم بے حیائی'' جی بھر کے منائیں۔ سرد تاریک رات میں گھر لوٹ کر حسرتوں پر آنسو بہا کر سو جائیں۔

مدارس پر جو اتنا ہنگامہ ہے کہ ان کی فنڈنگ کہاں سے ہوتی ہے؟ بیرون ملک امداد کہاں سے آتی ہے؟ اپنے مخصوص ایجنڈے لئے، تو کیا یہی سوال مشنری مدارس اور سیکولر پرائیویٹ سکولوں کی صنعت سے بھی کیا جا سکتا ہے؟ وہاں تو فخریہ یو ایس ایڈ اپنے تمام تر فکری، ثقافتی استبداد کو مسلط کرتی، صنفی دہشت گردی پھیلاتی مادر پدر آزاد بدتہذیبی، معصوم ذہنوں اور نسل نو میں ببانگ دہل کاشت کرتی پھرتی ہے۔ 2001ء سے آج تک جس طرح ویلنٹائن ڈے کی بد تماشی، ہیلووین جیسے مضحکہ خیز کافر تماشوں کا پاکھنڈ، سکول کی سطح پر رقص و موسیقی پھیلائی گئی فنڈنگ کے بل پر، آج وہ فصل برگ و بار لا رہی ہے۔ جسے جواز بخشنے کو کالم نگار فلسفے بگھارتے اور باہم محبت پھیلانے کی آڑ میں صفحے سیاہ کرتے ہیں۔

اگرچہ پاک ہے طینت میں راہی اس کی
ترس رہی ہے مگر لذت گناہ کے لئے!

مغرب میں یہ دن (ویلنٹائن ڈے) جو 2500 سال قدیم جاہلیت کا حیا باختہ تہوار ہے اور رومی تہذیب

> قرآن جیسی سیرت ساز انقلابی کتاب سے اپنی نسلوں کو محروم رکھ کر آپ نے گورا گَن (گورا ہو جا) سکولوں کے جال بچھا دیئے یہ ایمان کی قبریں کھود کھود کر اپنی شناخت سے بے بہرہ کرتے ہیں، سو ملک بڑھتا پھیلتا گورا قبرستان بنتا جا رہا ہے

کے کھنڈرات سے کھود نکالا گیا ہے، اتنے مذہبی جوش و خروش سے نہیں منایا جاتا جتنا ہمارے والوں کو اس لنڈے کے تہوار کا بخار چڑھا ہوتا ہے۔ اسلام پسندوں کو تو 1400 سالہ قدامت مسلط کرنے کا طعنہ دیتے نہیں تھکتے۔ ان جدت پسندوں کو گورے کی یونانی رومی تہذیب سے مستعار ڈھائی ہزار سال قدیم اخلاق یافتہ برہنہ بوزنی تہذیب میں نہ جانے اتنا حسن، تازگی کیونکر دکھائی دیتی ہے۔ بالمقابل اسلامی تہذیب کیا ہے؟ بہ زبان سید قطبؒ، تم اپنی اقدار زمین اور خواہشات نفس سے لیتے ہو۔ ہم اپنی اقدار آسمان سے، اپنے رب سے، وحی الٰہی سے اور رسول اللہ ﷺ (امام الانبیاء۔ سید المرسلین) سے لیتے ہیں۔'' چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ ہماری تہذیب کا ماخذ قرآن عظیم! ''یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو مکرّم ہیں، بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ ہیں، معزز اور نیک کاتبوں (فرشتوں) کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔'' (عبس 13-16)

قرآن جیسی سیرت ساز انقلابی کتاب سے اپنی نسلوں کو محروم رکھ کر گوراگن (گورا۔ کافر ہو جا) سکولوں کے جال بچھا دیئے بلا روک ٹوک۔ بروزنِ گورکن۔ وہ قبر میں مردے ڈالتا ہے۔ یہ ایمان کی قبریں کھود کھود کر اپنی شناخت سے بے بہرہ کرتے ہیں، فرنگی نفس روبوٹ بناتے ہیں ۔

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

سو ملک بڑھتا پھیلتا گورا قبرستان بنتا جا رہا ہے۔ جس پر مجاور بنے سیاستدان باہم سر پھٹول کر رہے ہیں۔ یقین نہ آئے تو دیکھ لیں۔ متحدہ نے امریکی سفیر کو عمران خان کی شکایت لگائی۔ عمران خان نے برطانوی ہائی کمیشن کو متحدہ کی شکایت لگائی۔ ہم نے تو پڑھا تھا کہ باہم تنازع ہو جائے تو اسے پھیر دو اللہ اور رسولؐ (قرآن وسنت) کی طرف۔ یہاں ہر تنازع پر آوازیں امریکہ، برطانیہ کو پڑتی ہیں، یا پھر مارشل لاء کو۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لئے قومی جرگہ مزار قائد پر بلایا گیا۔ نواز شریف صاحب نے فون فرمایا: اللہ کے حضور عافیہ کے لئے دعا گو ہوں، محمد بن قاسمؒ اور معتصم باللہؒ نے گرفتار مسلمان بہنوں کے لئے صرف دعا فرمائی ہوتی تو شاید آج یہ پاکستان اور وزارت عظمیٰ کی کرسی نہ ہوتی! امریکہ کے لئے آپریشن اور عافیہ کے لئے صرف دعا؟

کیا یہ آزاد و خود مختار اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے؟

☆☆☆

توجہ طلب

کاش! عالم اسلام کے سارے حکمران شاہ سلمان کی تقلید کریں!

ضمیر اختر خان

خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ شاہ سلمان ان کی جگہ منصب سنبھال چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ امت مسلمہ کی زبوں حالی کی طرف بھی توجہ دے سکیں۔ صدر امریکہ کے حالیہ دورے کے موقع پر ان کا بادشاہ حقیقی کے حکم کو مقدم رکھنا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ ترجیحات کے تعین میں اپنا ایک واضح ذہن رکھتے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق جب صدر امریکہ اپنی بیوی کے ہمراہ شاہ سلمان کو ان کے محل میں ملنے گئے تو عین اسی وقت نماز کے لیے اذان کی آواز گونجی۔ اللہ کے منادی کی پکار سنتے ہی شاہ سلمان صدر امریکہ کی موجودگی کے باوجود، نام نہاد Courtesy کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر نماز کی ادائی کے لیے چلے گئے۔ ان کے ساتھ وہاں موجود دیگر سعودی اعلیٰ عہدیدار جن میں ولی عہد شہزادہ مقرن بھی شامل تھے بلا توقف رب کے دربار میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس دوران صدر امریکہ، ان کی اہلیہ اور امریکی سفیر ہال میں اکیلے بات چیت کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ یہ مناظر ٹی وی کیمرے نے محفوظ کر لیے اور کچھ چینلز نے پاکستان میں بھی دکھائے۔ کاش عالم اسلام کے سارے حکمران شاہ سلمان کے اس طرز عمل کی تقلید کرنے لگ جائیں تو ہمارے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس حقیقت کو علامہ اقبال مرحوم نے خوب سمجھا تھا۔ وہ فرماتے ہیں ۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اس وقت پورا عالم اسلام بالخصوص ہمارے حکمران جس طرح عالمی طاقت کے سامنے سجدہ ریز ہیں وہ امت مسلمہ کی رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔ یہ رسوائی صرف دنیا کی ہی نہیں بلکہ آخرت کی ذلت بھی ہوگی۔

ویسے تو ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ وقت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرے۔ مسلمان مردوں کو تو باجماعت نماز کا التزام کرنا چاہیے اور بلا کسی شرعی عذر کے جماعت کی نماز ہرگز نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اس سلسلے میں کسی مصروفیت کو آڑے نہ آنے دیا جائے۔ مسلمان حکمرانوں پر اللہ نے لازم کیا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ خود نماز کا اہتمام کریں بلکہ اپنی رعایا کو بھی نماز کا پابند بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب ہم انہیں زمین میں حکمرانی عطا کریں تو وہ نماز قائم کراتے ہیں، زکوٰۃ کی ادائی کا بندوبست کرتے ہیں، نیکیوں کو پھیلاتے ہیں اور برائیوں سے معاشرے کو پاک کرتے ہیں۔ آج کے مسلمان بالعموم اور ان کے حکمران بالخصوص نماز کی ادائی میں بہت زیادہ کوتاہی کرتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز لوگ عین نمازوں کے اوقات میں معمولی نوعیت کی میٹنگز میں مشغول رہتے ہیں۔ خود بھی نماز کی ادائی سے محروم رہتے ہیں اور اپنے بہت سے ماتحتوں کو بھی نماز سے محروم رکھنے کا سبب بنتے ہیں۔ حالانکہ نبی ﷺ عین حالت جنگ میں بھی نماز کا اہتمام کرتے تھے۔ ہماری افواج کو بھی اپنے نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے، امن وجنگ ہر صورت میں نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔

ہمارے ہاں بہت سے نماز پڑھنے والے اپنے ''بڑوں'' کی موجودگی میں نماز جیسے اہم ترین فریضے کی ادائی کو بھول جاتے ہیں۔ یہ طرز عمل اللہ کی ناراضی کا سبب بن سکتا ہے۔ جن کے دلوں میں اللہ کی عظمت ہوگی وہ دنیوی بڑوں کی خاطر سب سے بڑے اللہ کو ناراض کرنے کا رسک نہیں لے سکتے۔ اللہ کا حکم ان کو اس وقت بھی بجا لانا ہے جب صدر امریکہ جیسا شخص بھی ان کی محفل میں موجود ہو۔ شاہ سلمان نے جو قابل تقلید مثال قائم کی ہے کہ امریکی صدر کو ملاقات کے دوران کھڑا چھوڑ کر نماز کے لیے چلے گئے وہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے ایک امید افزا پیغام بھی ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کے انتخاب میں اس پہلو کو ملحوظ رکھیں گے کہ جو اللہ کے احکام کا پابند ہوگا وہ اس کو ترجیح دیں گے۔ ایسے ہی حکمران اسلامی دنیا کو موجودہ ذلت سے نکالنے کے لیے امریکہ کی بجائے جب اللہ کا سہارا لیں گے تو اللہ ان کے ذریعے سے مسلمانوں کو سرخرو کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆☆☆

عشقِ رسول ﷺ کا تقاضا

تورا کینہ قاضی

توہین رسالت ﷺ کے پہلے واقعہ سے لے کر اب تک جتنے ایسے قابل مذمت اور اذیت ناک واقعات رونما ہوئے ہیں، یہی ہوا ہے کہ تمام عالم اسلام میں شدید غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ متعلقہ ممالک کے جھنڈے جلائے گئے۔ ان کے سفارت خانوں کے باہر احتجاج کیا گیا۔ ان پر حملہ کیا گیا۔ ملعونین کے دفاتر اور گھروں کو نذر آتش کیا گیا۔ انہیں قتل کیا گیا یا ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ جو ملعونین مارے جانے سے بچ گئے مثلاً معلون رشدی اور تسلیمہ نسرین انہیں غیر مسلم ممالک نے مذہبی رواداری اور آزادیٔ اظہار رائے کے نام پر اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور ان کے لئے بھاری حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت اور دشمنی کا اظہار ہے۔

اس مرتبہ جرمنی کے رسالے چارلی ہیبڈو کے گستاخ خاکوں پر مسلم دنیا کا جو ردِعمل سامنے آیا ہے اور اس میں جو شدید احتجاجی لہر جاری ہے وہ غیر متوقع نہیں۔ دین اسلام کی بنیاد ہی عشق رسول ﷺ پر ہے۔ ایک مسلمان ہر طرح کی توہین وتذلیل برداشت کر لے گا لیکن حضور ﷺ کی عزت وحرمت پر ذرا سی آنچ آتے دیکھنا ہرگز برداشت نہ کرے گا۔ وہ اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دے گا۔ خود بھی کٹ مرے گا۔ ایسے عاشقانِ رسول ﷺ میں غازی عبدالقیوم اور غازی علم دین کے نام اجنبی نہیں۔

مذکور رسالہ چارلی ہیبڈو کے گستاخانہ خاکوں کے خالق اور دیگر دفتری اراکین غیرت مند مسلمان حملہ آوروں کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے۔ بہت اچھا ہوا۔ یہ ملعونین اس انجام کے مستحق تھے۔ سنا گیا ہے کہ یہ حملہ آور بھی جوابی کارروائی میں مارے گئے۔ حرمتِ رسول ﷺ پر قربان ہو کر شہادت کا ارفع وقابل رشک مرتبہ پا گئے۔ لیکن مسلمان سربراہوں کا رویہ کیا رہا؟ سوائے ایران کے سب نے مجرمانہ خاموشی سادھے رکھی۔ بلکہ اکثر نے تو یورپی سربراہوں کے احتجاجی جلوس میں شرکت کر کے ان غیرت مند عاشقانِ رسول ﷺ کی مذمت بھی کی یہ کہہ کر کہ اظہار رائے کی آزادی کا حق سب کو حاصل ہے اور یہ مذہبی رواداری کا تقاضا بھی ہے! اناللہ!

دنیا بھر کے مسلمانوں میں خاص طور پر برصغیر کے مسلمان اسلام اور حضور ﷺ کے بارے میں بے حد حساس واقع ہوئے ہیں۔ عشق رسول ﷺ ان کی مغفرت کا ایک ایسا حساس اور نازک پہلو ہے جسے چھیڑنا گویا آگ اور خون کا دریا بہانا ہے۔ عشق رسول ﷺ کے جیسے مظاہرے محافل میلاد، سیرت کانفرنسوں، محافل درود وسلام، تحفظ ختم نبوت کی انجمنوں کی صورت میں ہمارے ملک میں بکثرت برپا دکھائے جاتے ہیں اور کسی مسلمان ملک میں نہیں دکھائی دیتے۔ جس کثرت سے ہمارے ملک میں بچوں کے نام حضور ﷺ کے اسم مبارک پر رکھے جاتے ہیں اور کسی مسلمان ملک میں نہیں رکھے جاتے۔ یہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کو گویا عشق رسول ﷺ کی گھٹی پلائی جاتی ہے۔ جب ہی وہ آگے چل کر زبردست عاشق رسول ﷺ ثابت ہوتے ہیں۔ حرمتِ رسول ﷺ پر نثار ہو جانے والے، کٹ مرنے والے، اس میں امیر غریب تعلیم یافتہ وناخواندہ کسی کی تخصیص نہیں ہے۔ آپؐ کی ذات پاک امت کی روحانی شہ رگ کی مانند ہے اور اس شہ رگ کی حفاظت ان شاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک کی جاتی رہے گی!

یہ یقیناً عشق رسول کا لازمی تقاضا ہے کہ آپؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیا جائے۔ خود بھی کٹ مرا جائے۔ تاہم یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے، جسے آج ہم مسلمانوں نے بالعموم فراموش کر دیا ہے کہ آپؐ سے عشق ومحبت اور آپؐ پر ایمان کا یہ بنیادی تقاضا ہے کہ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد موجود ہے کہ تمہارے لئے تمہارے رسول ﷺ کا اسوۂ حسنہ بہترین مثال، بہترین سبق ہے۔ آپؐ کی حیات طیبہ، آپؐ کے فرمودات، موقع ومحل کے مطابق آپؐ کے اقدامات وعمل، سب میں مسلمانوں کے لئے راہنمائی اور پیروی کا سامان موجود ہے۔

ہم پاکستانی مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ حضور ﷺ سے محبت کے دعوے تو خوب کرتے ہیں۔ آپؐ کے امتی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ مدینہ جانے کی آرزو میں تڑپتے رہتے ہیں۔ گنبدِ خضریٰ کی دید کا اشتیاق دلوں میں موجزن رکھتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر آپؐ سے محبت وعقیدت کے مظاہرے کرتے ہیں۔ لیکن کیا ہم واقعی آپؐ کی محبت وعقیدت کا حق ادا کر رہے ہیں؟ کیا اسوۂ حسنہ پر چل رہے ہیں؟ کیا آپؐ کے فرمودات پر عمل کر رہے ہیں؟ اس کا جواب شرمناک طور پر نفی میں ہے۔ ہم ہر وہ کام کر رہے ہیں جس سے آپؐ نے منع فرمایا، جس کی آپؐ نے مذمت فرمائی۔ جس پر آپؐ نے اللہ کے غضب سے ڈرایا۔ کون کون سے گناہ ہیں جو ہم سے سرزد نہیں ہو رہے؟ کون کون سی برائیاں ہیں جن میں ہم گلے گلے تک غرق نہیں ہیں۔ چوری چکاری، ڈاکا زنی، قتل وغارت، دہشت گردی، سود خوری، فحاشی وبے حیائی، بدکاری، بیواؤں ویتیموں کی حق تلفی، باہمی حسد ورقابت، عناد وعداوت، نسلی دشمنیاں، فراڈ دھوکہ دہی، بددیانتی، ظلم وستم، بے انصافی، فسق وفجور، شراب وشاہد، رقص وسرور، بھانڈوں، گویّوں کی تعظیم وتکریم، علمائے دین کی تضحیک وتحقیر، ذخیرہ اندوزی، عہد شکنی، حرص وتحریص، مسجدوں کی ویرانی، تھیٹروں سینما گھروں کی رونق، شعائر اسلامی کا مضحکہ، قطع رحمی، قرآنی تعلیمات سے روگردانی، عرضکہ ہم ہر وہ کام کر رہے ہیں جس سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ اگر ہمیں آپؐ سے ایسی ہی محبت اور عقیدت ہے جس کے مظاہرے ہم آئے روز کرتے رہتے ہیں تو ہمیں یہ تمام گناہ وخبائث ترک کر دینے اور توبہ کر کے آپؐ کی تعلیمات پر، اسوۂ حسنہ پر چلنے میں کیا رکاوٹیں مانع ہیں؟

حقیقی معنوں میں تو آپؐ سے محبت اور عقیدت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپؐ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ قرآن پاک سے راہنمائی لی جائے۔ صحیح اور سچا مسلمان بنا جائے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے تقاضے پورے کئے بغیر آپؐ کی تعلیمات وفرمودات سے روگردانی کرتے ہوئے آپؐ سے جنونی محبت وعقیدت کے مظاہروں کو سراسر منافقت اور ریاکاری ہی کہنا چاہیے۔

اگر ہم حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کے ساتھ ان کی تعلیمات پر بھی عمل پیرا ہو جائیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنا لیں، اسوۂ حسنہ پر چلنے لگیں تو یہ حقیقی معنوں میں آپؐ سے محبت وعقیدت کا حق ادا کرنے والی بات ہوگی۔ سچے اور خالص مسلمانوں کی حیثیت سے ہم میں جرأت اور قوتِ ایمانی پیدا ہو جائے گی کہ ہمیں کسی طاغوتی طاقت کا خوف نہ ہوگا۔ اللہ کی مدد ہر گام ہمارے شامل حال ہوگی۔ باطل قوتیں ہمارے ہاتھوں نیست ونابود ہو جائیں گی۔

☆☆☆

پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام کی راہیں

کے موضوع پر ہونے والی ایک فکری نشست کا تذکرہ

محمد سمیع

امیر جمع ہیں احباب حال دل کہہ دے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

یہ شعر مجھے اس محفل میں یاد آیا جو مندرجہ بالا عنوان کے تحت سجائی گئی تھی۔ میرا ایسی کسی تقریب میں شرکت کا یہ پہلا موقع نہ تھا۔ گزشتہ سال بھی ایسی ہی ایک محفل سجائی گئی تھی، جس کا عنوان تھا ''قیام پاکستان سے اب تک احیائے اسلام کے لئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ''۔ ان دونوں محفلوں کے سجائے جانے کا سہرا تحریک اسلامی کے سر رہا۔ ایک ایسے ماحول میں جب دینی جماعتیں اپنے وابستگان پر یہ پابندی عائد کرتی ہیں کہ دوسری جماعتوں کا لٹریچر نہ پڑھا جائے اور اختلافات کا یہ حال ہے کہ ان میں سے کچھ ایسا لٹریچر بھی چھاپنے میں پیش پیش ہیں جن میں دوسری جماعتوں کے بارے میں زہریلا مواد موجود ہوتا ہے، ایسی محفلوں کا سجایا جانا جو مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات کے لئے ہوں اور جن سے آپس میں افہام وتفہیم کی صورت پیدا ہو، نہ صرف لائق تحسین ہے بلکہ وقت کی ضرورت بھی ہے۔ مجھے اپنے مرشد ڈاکٹر اسرار احمدؒ یاد آرہے ہیں جو بھری بزم میں اپنے رفقاء کو کہا کرتے تھے کہ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھو اور تمہیں اس تنظیم سے بہتر کوئی جماعت مل جائے تو اس میں شمولیت میں دیر نہ لگاؤ۔ کیونکہ ان کے نزدیک نہ جماعت اور نہ کوئی شخصیت اہم تھی بلکہ مشن اہم تھا۔ آج تو کارکنوں سے یہ نعرے بھی لگوائے جاتے ہیں کہ ہمیں منزل نہیں رہنما چاہیے۔ ایسی جماعتوں کا مقدر وادیٔ تیہہ میں بے مقصد بھٹکنے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

ان دونوں محافل میں جماعت اسلامی اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والی دو جماعتوں کے مقررین تھے یعنی میزبان تنظیم تحریک اسلامی اور تنظیم اسلامی۔ گزشتہ سال کی محفل میں معروف صحافی مولانا زاہد راشدی صاحب بھی شامل تھے، جن کی اس بار کمی محسوس ہوئی۔ کیا ہی بہتر ہو کہ مقررین کے اس حلقے میں آئندہ کی محافل میں وسعت پیدا کی جائے اور دیگر جماعتوں کے مقررین کو بھی مدعو کیا جائے۔

افتتاحی تقریر امیر تحریک اسلامی تسنیم احمد صاحب کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر کے آغاز میں قیام پاکستان کے حوالے سے تحریک پاکستان کے دوران مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا یہ قول کوٹ کیا کہ اس تحریک کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک قومی حکومت تو قائم ہوسکتی ہے، اسلامی ریاست کا قیام ممکن نہیں۔ اب تک تو ان کی یہ بات قول فیصل ہی ہے۔ اللہ کرے مستقبل میں پاکستان واقعتاً ایک اسلامی ریاست کی صورت اختیار کرلے۔ جہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم ہو اور قوانین شریعت نافذ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی احیائی تحریک کا بنیادی کام اپنے کارکنان کی تعمیر سیرت ہونی چاہیے۔ انہوں نے ان اقدامات کا تذکرہ کیا جس کے نتیجے میں یہاں سیکولرازم کا سدباب ہوا اور جس پر ہمارے سیکولر دانشوروں کا حلقہ تلملا تا رہتا ہے۔ انہوں نے اسلامی جمعیت طلبہ کی کاوشوں کا بھی ذکر کیا جس کے نتیجے میں تعلیمی اداروں میں طلبہ و طالبات کا اسلام کی طرف میلان پیدا ہوا۔ انہوں نے تبلیغی جماعت کا بھی ذکر کیا جس کے کارکنوں کے خلوص پر کوئی شک نہیں اور انہوں نے دعوتی سطح پر موثر کام کیا ہے اور کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مساجد کے محاذ پر بھی کام کرنا ہوگا اور مختلف جماعتوں اور گروپس کا جو اس میدان میں کام کررہے ہیں، اتحاد قائم کرنا ہوگا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اب تک extroverts رہے ہیں لیکن اب ہمیں introverts بننا پڑے گا اور مزید توسیع دعوت کی بجائے اپنے وابستگان کی تربیت پر توجہ مرکوز کرنی پڑے گی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے مختلف تجاویز بھی رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک ایسی مشاورتی کمیٹی بنانی چاہیے جو باطل کی پیش قدمی کا جائزہ لیتی رہے۔ انقلاب کے بعد مختلف شعبہ جات کے لئے ابھی سے اپنے کارکنان کو تربیت دینی چاہیے۔ اسکولوں کا جال بچھایا جانا چاہیے۔ تہذیب جدید کے مطالعے کی ضرورت پر بھی انہوں نے زور دیا۔ مائکرو فنانس کے ادارے بھی قائم کرنے چاہئیں۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا لیکن موسم کی خرابی کی بناء پر فلائٹ نہ ملنے کی وجہ سے وہ بروقت کراچی نہ پہنچ سکے۔ البتہ ان کی نیابت امیر تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ صاحب کررہے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز سورۃ الحدید کی انقلابی آیت 25 سے کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے ارسال رسل کی غرض وغایت نظام عدل وقسط کا قیام قرار دیا ہے۔ انہیں قرآن حکیم اور دین حق دے کر بھیجا گیا اور نظام باطل کی سرکوبی کے لئے لوہے کے نزول کا ذکر فرمایا۔ اس کے لئے جہاں جذبہ موجود ہے تو محنتیں بھی ہورہی ہیں اور پورے خلوص کے ساتھ ہورہی ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے کام کرنے والی جماعتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک طرف تو مختلف مکاتب فکر کی جماعتیں ہیں جن پر ان کے اپنے فکر کی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے، کیونکہ ان کی ترجیح اوّل یہی ہے۔ اس کے بعد نمبر احیائی تحریکوں کا آتا ہے جو اپنے اپنے طریقۂ کار پر کام کررہی ہیں۔ دعوت کے میدان میں تبلیغی جماعت مؤثر طور پر کام کررہی ہے لیکن اسلامی انقلاب ان کے پیش نظر نہیں۔ ایک جماعت کا ہدف پاور سنٹرز سے نصرت حاصل کرکے انقلاب برپا کرنا ہے۔ پاکستان میں وہ فوج پر کام کررہے ہیں۔ لیکن ہماری فوج کے ملکی سیاست میں کردار سے سب واقف ہیں۔ پھر یہ بھی یقینی نہیں کہ اگر ان کی نصرت حاصل ہو بھی جائے تو وہ اقتدار اس احیائی تحریک کے حوالے کردیں گے۔ فوج آج بھی درون پردہ یا براہ راست ملکی سیاست میں غالب رول ادا کررہی ہے۔ بقول برادر تسنیم صاحب کے ہمارے فوجی وار کالج میں ان ہی کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں الا ماشاءاللہ۔ احیائی تحریکوں میں وہ جماعتیں بھی ہیں جو انتخابی سیاست کے میدان میں ہیں۔ ان کا مطمح نظر یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل کرکے شرعی قوانین نافذ کریں۔ اس پورے عرصے میں ان جماعتوں کو اسلام کے حوالے سے جائزہ لینا چاہیے کہ انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ مصر اور الجزائر میں انتخابی سیاست میں کامیابی حاصل کرنے والی جماعتوں کے ساتھ کیا ہوا، اس سے سب واقف ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے صرف حکومت کافی نہیں۔ ریاست کو چلانے والے اداروں میں فوج بھی ہے، میڈیا بھی اور جوڈیشری بھی۔ ان سب کے تعاون کے بغیر مقصد کا حصول ممکن نہیں۔ قتال فی سبیل اللہ کے طریقے کے ضمن میں افغانستان کی مثال دی جاتی ہے کہ وہاں روس کو پسپا ہونا پڑا۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوا۔ جہادی تنظیموں میں اختلافات کے نتیجے میں کیا صورتحال برپا ہوئی۔ پھر طالبان آئے۔ وہ آئے بھی حالت جنگ میں

اور گئے بھی حالت جنگ میں۔ تاہم ان سے جتنا کچھ ہو سکا انہوں نے شرعی قوانین نافذ کر کے دکھائے۔ دیکھنا یہ پڑے گا کہ قتال فی سبیل اللہ کی شرائط بھی پوری کی جا رہی ہیں یا نہیں۔ حکومت وقت کے خلاف خروج کے لئے فقہاء نے بڑی کڑی شرائط رکھی ہیں۔ کفر بواح کا حکم دیا جا رہا ہو۔ پھر بھی یہ دیکھنا پڑے گا کہ خروج کے نتیجے میں غلبے کا امکان ہے بھی یا نہیں۔

2010ء میں دیو بندی مکتبہ فکر کے اجتماع میں ڈھائی سو علمائے دین بحث و مباحثے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام نہ تو بیلٹ کے ذریعے آ سکتا ہے اور نہ بلٹ کے ذریعے بلکہ یہ ایک مطالباتی احتجاجی تحریک کے ذریعے ہی آ سکتا ہے۔ اس کی مثالیں 1949ء کی قرارداد مقاصد کی منظوری، 1974ء کی اینٹی قادیانی تحریک اور چند برس پہلے ناموس رسالت کی تحریک ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسی بات کو ایک طویل عرصے تک کہتے ہوئے اس دنیا سے گزر گئے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے انقلابی گوشے کی رہنمائی میں ایک طریقۂ کار مرتب کیا جسے انہوں نے منہج انقلاب نبویؐ کے نام سے موسوم کیا۔ انقلاب کے چھ مراحل بیان کئے۔ 1) نظریۂ توحید کی دعوت 2) دعوت کو قبول کرنے والوں کی تنظیم 3) ان کی تربیت 4) مصائب پر صبر محض 5) اقدام 6) مسلح تصادم۔ مکی دور میں تربیت جاری رہی اور تشدد کی صورت میں صبر محض کی تلقین اور جوابی کارروائی سے گریز کا حکم رہا۔ ہجرت کے بعد اقدام کا مرحلہ سرایا کی صورت میں اور اس کے نتیجے میں غزوۂ بدر سے مسلح تصادم کا آغاز ہوا جو فتح مکہ پر منتج ہو کر اسلامی ریاست کے قیام کا ذریعہ بنا اور جزیرہ نمائے عرب کی حد تک دین کا غلبہ ہو گیا۔ ان میں اولین چار مراحل پر تو اسی صورت میں عمل ہونا ہے، البتہ مسلح تصادم کے نتیجے میں موجودہ صورتحال میں جبکہ احیائی تحریک کے مقابلے پر مسلمان ہیں کافر نہیں، حکومت کے پاس فوج اور پیرا ملٹری فورسز اور جدید ترین ہتھیار موجود ہیں اور عوام نہتے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے متبادل طریقے کو غیر مسلح بغاوت کا نام دیا ہے جس کے دوران آج کی دنیا میں رائج پُر امن دھرنوں، مظاہروں اور گھیراؤ کی صورت میں حکومت کے سامنے شریعت کے نفاذ کا مطالبہ رکھنا ہے۔ اقدام کے مرحلے میں صرف اسی صورت میں داخل ہوا جائے گا جب تحریک کو معتد بہ تعداد میں ایسے کارکنان میسر ہو جائیں جو خود پر اور اپنے تحت افراد پر شریعت نافذ کر چکے ہوں اور صرف اللہ کی رضا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ آج کی دنیا میں اسی طرح انقلاب برپا ہوئے ہیں۔ وینزویلا، ارجنٹائن اور ایران میں لوگوں نے ان طریقوں کو اختیار کرتے ہوئے اپنی جانیں دی ہیں، تب انقلاب برپا ہوئے ہیں۔

اب باری تھی بزرگ لیکن جواں عزم رہنما جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن صاحب کی جن پر یہ مصرع صادق آتا ہے کہ ع دل جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک زندہ و تابندہ موضوع ہے۔ جو لوگ سرگرم عمل ہیں ان میں آراء کی تبدیلی ہوتی رہتی ہیں۔ جہاں تک اسلامی ریاست کے قیام کا تعلق ہے امید کے دیئے ٹمٹماتے نظر آتے ہیں۔ نتائج کے حوالے سے سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ایسا حل جو قابل عمل بھی ہو اور نتیجہ خیز بھی اس کی ضرورت ہے۔ جہاں تک انتخابی عمل کا تعلق ہے، معاشرے کو زندہ رکھنے کے لئے جمہوری عمل لازم ہے۔ لیکن کیا وہ جمہوریت جو ہمارے معاشرے میں جاری ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ اسلامی ریاست کسی ایک ملک میں اچانک نمودار نہیں ہو جاتی۔ ویسے بھی دنیا کو گلوبل ولیج قرار دیئے جانے کا دور ہے۔ جہاں تک منہج کا تعلق ہے یہ ہر ملک کے اپنے حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ 28 سال قبل ترکی میں ایک موقع پر کہا گیا تھا کہ ہم نے سیکولرازم کا مقابلہ بدعات سے کرنا ہے۔ یہی عوام کا مذہب ہے۔ یہ ایک لمبا پراسس ہے لیکن اس میں ہمیں کامیابی ہوئی ہے۔ برصغیر میں بدعات ترکی سے ہی آئی ہیں۔ الاخوان المسلمون کا طریقۂ واردات مختلف ہے۔ صومالیہ ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جب وہاں ان سے امریکی ڈرون حملوں کے بارے میں بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ بے معنی بات ہے۔ ہم نے عوام کو باور کروا دیا ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے ہمیں تائید و نصرت ملی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امریکہ دنیا کا امام ہے لیکن افغانستان میں اسے شکست کا سامنا ہے۔ دنیا کی 60 فی صد قوت اور جدید ترین ہتھیاروں کا حامل ہونے کے باوجود ایسا ہو رہا ہے۔ پاکستان میں میرا اپنا تاثر یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی حمایت کے بغیر اسلامی ریاست کا خواب تعبیر نہیں پا سکتا۔ ہمیں ان سے رابطے استوار کرنے چاہئیں۔ اسی طرح بریلوی بھائیوں سے بھی رابطوں کی ضرورت ہے۔

سابق امیر جماعت اسلامی نے کہا کہ عالمی سطح پر اسرائیلی ریاست کے وجود میں آنے کے بعد اسلام مخالف جنگ میں تیزی آئی ہے۔ ہم پر پہلے بنیاد پرست ہونے، انتہا پسند اور اب دہشت گرد ہونے کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ عالمی اسلامی تحریکوں نے مضبوط دلائل کے ساتھ اس پروپیگنڈے کا بھرپور مقابلہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام کی منزل پُر امن راستے سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے، قتل و قتال کے راستے سے نہیں۔ لیکن اسے قتال کے کلچر سے مربوط رہنا ضروری ہے۔ یقیناً احیائی تحریکوں کی ضرورت ہے۔ آخر میں انہوں نے فرمایا کہ امریکہ کا خوف تو ہے خاص طور پر ہمارے حکمرانوں میں۔ وہ امریکہ کے بارے میں بات سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ امریکہ کے خلاف باتیں نہ کرو کیونکہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ امریکہ اصلاً ایک تہذیب کا نام ہے اور تہذیبیں اپنے باطن سے پہچانی جاتی ہیں۔ جارج بش نے عراق میں عام تباہی پھیلانے والی ہتھیاروں کی موجودگی کا عالمی جھوٹ بولا۔ قرآن کے خلاف مقدمات قائم کئے اور نبی اکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کئے۔ اس کا نتیجہ اس تہذیب کے زوال کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔ اس تہذیب کی جگہ ہمیں لینی ہے۔ یہی احیائی تحریکوں کا ہدف ہونا چاہئے۔

آخر میں خطاب کے لئے سید زاہد حسین امیر تحریک اسلامی تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام نظریہ کی حکمرانی کا نام ہے۔ اس ہدف کی تمنا رکھنے والوں کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسلامی انقلاب کا سہرا کس کے سر سجتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام میں اسلامی حکومت کی ضرورت کا احساس پیدا کیا جائے۔ انہیں یہ بتایا جائے کہ ہم اسلامی حکومت کیوں چاہتے ہیں۔ ان میں اس کی پیاس پیدا کئے جانے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے معاشرے کو اسلامی معاشرہ بنانا ہے۔ اسلام ہمیں دنیوی اور اُخروی فلاح سے ہمکنار کرتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے اصل محرک وہی ہونا چاہئے جس کا ذکر ایمان مجمل میں آیا ہے۔ عوام میں طاغوت کے اصل تصور کو عام کرنا ہے۔ بدترین معبود جس کی دنیا میں پوجا کی جا رہی ہے وہ خود ہمارا نفس ہے۔ نظریاتی قیادت بھی ضروری ہے کیونکہ میر کارواں کی فراست منزل تک پہنچانے میں مدد کرتی ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے باطل نظام کے خلاف جدوجہد ضروری ہے۔ اس کے لئے اپنی انفرادیت کو اجتماعیت میں گم کرنا پڑے گا جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

معاشرے کو تبدیل کئے بغیر اسلامی حکومت کے قیام کی توقع عبث ہے۔ طریقۂ کار پر مکمل عمل اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ناگزیر ہے۔ آخر میں اعلانات اور اس کے بعد دعا پر پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دین کے لئے ان حقیر سی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

صدر اوباما کا دورۂ بھارت

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: پروفیسر حافظ محمد سعید (امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: محمد خلیق

سوال: کیا بھارت میں نریندر مودی کی حکومت بننا انتہا پسند ہندوؤں اور کارپوریٹ سیکٹر کی اسلام دشمنی اور پاکستان دشمنی کا مظہر ہے؟

حافظ محمد سعید: اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت میں انتہا پسندی اپنی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔ مودی نے اپنی انتخابی مہم اسلام دشمنی اور پاکستان دشمنی پر چلائی ہے اور اسی بنیاد پر اسے ہندو اکثریت کا ووٹ ملا ہے۔ مودی آر ایس ایس کا پروردہ ہے‘ جو ہندو انتہا پسند متعصب تنظیم ہے۔ ان انتہا پسند تنظیموں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں‘ عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ہندو بنایا جائے۔ انہوں نے الیکشن کے دوران ایسا ماحول بنایا ہے جس کی وجہ سے سارا ہندو ووٹ اس کو ملا۔ الیکشن میں کامیابی کے بعد ابھی مودی نے حلف بھی نہیں اُٹھایا تھا کہ آسام‘ احمد آباد میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ اب انہوں نے پاکستان کو فوکس کیا ہوا ہے۔ اس صورتِ حال کا نہ صرف ہمیں بغور جائزہ لینا چاہیے بلکہ دوسرے مسلمان ممالک کو بھی اس مسئلے پر توجہ دینی چاہیے۔ بھارت تجارت کے بہانے مشرق وسطیٰ اور خلیجی ممالک میں موجود ہے اور مسلمان حکومتوں سے اس نے تعلقات قائم کیے ہوئے ہیں۔ بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام پر اس کے ساتھ کاروبار کا بائیکاٹ ہونا چاہیے۔ عالم اسلام میں اس مسئلے کو محسوس کیا جانا چاہیے اور پاکستان کے اندر بھی ہمیں اپنی پالیسیوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا: نریندر مودی جب گجرات کا وزیر اعلیٰ تھا تو اس وقت مسلمانوں کے ہزاروں گھر جلا دیئے گئے تھے‘ جن میں انسانی جانیں جل کر خاکستر ہو گئی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد امریکہ نے مودی کو ویزہ دینے سے انکار کر دیا تھا‘ لیکن اب امریکی صدر باراک اوباما ہندوستان آ کر پُر جوش انداز میں مودی کو ملے ہیں۔ امریکہ کی اس پالیسی کو آپ کس طرح بیان کریں گے؟

حافظ محمد سعید: آپ نے صحیح حوالہ پیش کیا کہ امریکہ نے اس واقعے کا نوٹس لیا تھا اور مودی پر نہ صرف پابندی لگائی بلکہ امریکہ میں مودی کے خلاف دہشت گردی کا کیس بھی چل رہا ہے۔ مودی نے اپنے آپ کو اسلام دشمن ثابت کیا ہے اور اس وقت امریکہ میں پالیسیاں اسلام دشمنی کی بنیاد پر ہی چل رہی ہیں۔ اگر مودی نے احمد آباد اور گجرات میں مسلمانوں کے گھر جلائے تھے تو کیا امریکہ نے افغانستان اور عراق میں کوئی کم قتل کیے ہیں؟ مودی ہزاروں کا قاتل ہے جبکہ امریکی تو لاکھوں کے قاتل ہیں۔ چنانچہ ان کی دوستی کی بنیاد اسلام دشمنی ہے۔ مسلمانوں کا قتل ان میں قدرِ مشترک ہے۔ امریکہ کو افغانستان میں جو شکست ہوئی ہے وہ اس کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دے رہا ہے۔ اس حوالے سے ان کے جرنیل بیانات دے چکے ہیں‘ ان کے میڈیا میں یہ تجزیہ آ چکا ہے‘ ان کے تھنک ٹینکس کی رپورٹس موجود ہیں کہ امریکہ اور نیٹو کی شکست کا ذمہ دار پاکستان ہے۔ اب وہ پاکستان سے انتقام لینا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے امریکہ کو مودی سے بہتر بندہ نہیں مل سکتا۔ وہ پاکستان کے خلاف بھارت کو باقاعدہ تیار کرنا چاہتے ہیں۔ پچھلے کچھ عرصہ کے دوران بھارتی جارحیت میں اضافہ ہوا ہے۔ پہلے صرف کنٹرول لائن پر فائر ہوتا تھا‘ اب وہ آگے بڑھ کر ورکنگ باؤنڈری پر آ گیا ہے۔ سیالکوٹ اور نارووال کے علاقوں میں مسلسل فائرنگ ہو رہی ہے۔ کشمیری لوگ بھارتی غاصبانہ قبضہ کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ساری دنیا ان کا یہ حق تسلیم کرتی ہے۔ پچھلے دنوں بھارت کا ایک کرنل مارا گیا تو وہاں پورے میڈیا نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ پاکستان کے اندر سرجیکل سٹرائیک کرو۔ یہ اسلام دشمنی اور پاکستان دشمنی کی انتہا ہے۔ اس سلسلے میں اوباما نے باقاعدہ ان کو شہ دی ہے کیونکہ اس وقت جو دفاعی معاہدے کیے گئے ہیں ان کی بظاہر کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پھر یہ کہ ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ان کو کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے اور تمام checks ختم کر دیے ہیں۔ اوباما نے بڑے کھلے لفظوں میں کہا ہے کہ ہمارا حقیقی پارٹنر بھارت ہے۔ یہ گویا اس نے پاکستان کے خلاف اپنی پالیسی کا برملا اعلان کیا ہے‘ حالانکہ پاکستان نے امریکہ کی بارہ تیرہ سال خدمت کی ہے۔ اس اعتبار سے ہمیں اب حالات کا بغور جائزہ لے کر اپنی پالیسیوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔

سوال: صدر اوباما نے کہا کہ امریکہ کو افغانستان میں جس پارٹنر کی ضرورت تھی وہ بھارت کی صورت میں مل گیا ہے۔ کیا پاکستان‘ جو اپنے پچاس ہزار سے زائد لوگوں کی قربانی دے کر اور کھربوں روپے کا نقصان کر کے بھی دہشت گردی کی آگ میں جھلس رہا ہے‘ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس معاملے میں حافظ سعید صاحب تائید کروں گا کہ امریکہ اور بھارت میں اسلام دشمنی کا معاملہ مشترک ہے۔ جب روس افغانستان میں داخل ہوا تھا اُس وقت امریکہ نے اسلام دوستی کا نقاب پہن لیا تھا اور بہت سے ملکوں کو اکٹھا کر کے سوویت یونین کو ختم کرنے کے بعد خود سپریم پاور بن گیا۔ امریکہ کا منصوبہ یہ تھا کہ پہلے روس کی طاقت ختم کرے‘ پھر اپنی حیثیت بنا کر مسلمانوں سے نمٹا جائے۔ اس میں پاکستان کو اس لیے ٹارگٹ کیا جا رہا ہے کہ ایٹمی طاقت ہونے کے باعث مسلم دنیا میں پاکستان کا ایک اہم مقام ہے۔ درحقیقت امریکہ سارے عالم اسلام کا دشمن ہے۔

حافظ محمد سعید: اس حوالے سے ایک بہت ضروری بات جسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے یہ ہے کہ روس کی شکست کے بعد اس کا سارا کریڈٹ امریکہ نے خود لینے کی پوری کوشش کی۔ دنیا کو یہ باور کروایا گیا کہ روس کو امریکہ نے شکست دی ہے حالانکہ اس کام میں اس نے مسلمانوں کے کندھے استعمال کیے تھے۔ کویت اور سعودی عرب کی دولت استعمال کی تھی۔ مسلمان نوجوانوں کا استعمال کیا تھا۔ یہ سارے کام اس نے بڑی چالاکی کے ساتھ کیے۔ روس کو راستے سے ہٹانے کے بعد امریکہ نے نیو ورلڈ آرڈر پیش کیا۔ یہاں تک تو امریکی پلاننگ کامیاب ہوئی لیکن اس

کے بعد امریکہ کو سخت ناکامی ہوئی۔ مسلمان اگر جہاد کرتے ہیں تو وہ امریکہ کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی خاطر‘ اللہ کے دین کے غلبے کی خاطر کرتے ہیں۔ اس کے بعد بوسنیا کے اندر جہاد شروع ہوا۔ صومالیہ‘ سوڈان‘ کشمیر‘ فلسطین‘ چیچنیا یعنی جہاں جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا تھا وہاں وہاں جہاد شروع کیا گیا۔ اس سے پہلے تو مسلمان ممالک صرف اقوام متحدہ میں جا کر قراردادوں کی سیاست کرتے نظر آتے تھے۔ بہرحال‘ جب مختلف جگہوں پر جہاد شروع ہوا تو پھر امریکہ کو سمجھ آئی کہ یہ گیم ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں امریکہ کی نہیں بلکہ اللہ کی پلاننگ تھی کہ پہلے روس کو راستے سے ہٹایا گیا‘ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں اور فاجروں سے بھی دین کا کام لے لیتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ نے روس کے خلاف مسلمانوں کو استعمال کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اللہ نے روس کے خلاف امریکہ کو استعمال کیا۔ اس کے بعد جب کمزور مسلمانوں نے پوری دنیا میں جہاد پھیلا دیا تو ان کو سمجھ آئی کہ ہماری پلاننگ تو غلط نکلی۔ اب ہمیں سب سے پہلے اسی جہاد کو روکنا ہے۔ پھر انہوں نے نائن الیون کا بہانہ بنا کر نیٹو فوجیں افغانستان میں داخل کر دیں اور دہشت گردی کے عنوان سے جنگ شروع کی۔ ساری دنیا کے اندر شور مچا دیا گیا کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ شروع ہوگئی ہے تاکہ کوئی بھی اس کے خلاف نہ بول سکے۔ یہ چالاکی انہوں نے کی‘ لیکن میرے رب نے افغانستان کے اندر انہیں ناکام کر دیا۔

سوال: آپ کے خیال میں امریکہ بھارت ایٹمی معاہدہ کیا پورے جنوبی ایشیا کے لیے نقصان دہ نہیں؟

حافظ محمد سعید: اس میں کوئی شک نہیں۔ اگر پاکستان نے ایٹمی پروگرام میں ترقی کی ہے تو یہ کام اس کو اپنے دفاع کے لیے کرنا پڑا ہے لیکن اس خطے میں بنیادی مسئلہ بھارت کا ایٹمی پروگرام ہے۔ امریکہ اور بھارت کے درمیان ایٹمی معاہدے کے نتیجے میں پورے خطے میں ایٹمی ٹیکنالوجی کی دوڑ شروع ہو جائے گی۔ اس وقت واضح تقسیم سامنے آ گئی ہے کہ ایک طرف بھارت اور امریکہ ہیں جبکہ دوسری طرف چین اور پاکستان ہیں۔ اگر بھارت کے یوم جمہوریہ پر امریکی صدر آیا ہے تو پاکستان کے قومی دن پر چینی صدر آ رہا ہے۔ یہ ساری دنیا کو پیغام ہے کہ بھارت اور امریکہ مل کر چین کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اور پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں۔ پاکستان اور چین اپنے اپنے مقاصد کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال میں امریکہ اور بھارت کا ایٹمی معاہدہ نہایت خطرناک ہے۔

سوال: پاکستان میں داخلی انتشار پھیلانے کے لیے بھارت ہمیشہ سرگرم رہا ہے۔ ماضی میں مکتی باہنی اور آج کل بلوچستان میں بی ایل اے کو کھلم کھلا سپورٹ کرتا رہا ہے‘ جس کے واضح ثبوت ہماری حکومت اور خفیہ ایجنسیوں کے پاس موجود ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے حکمران اس سنگین معاملے کو دنیا کے کسی بھی پلیٹ فارم پر نہیں اُٹھاتے؟

حافظ محمد سعید: اصل میں یہی پاکستان کا مسئلہ ہے۔ ہماری پالیسی میں یہ بنیادی غلطی ہے۔ پاکستان کی پالیسی ہمیشہ فدویانہ جبکہ بھارت کی پالیسی ہمیشہ جارحانہ رہی ہے۔ تاہم‘ اب یہ پالیسی نہیں چلے گی۔ حالات اس انتہا کو پہنچ چکے ہیں کہ پاکستان کو اپنے دفاع میں خود کھڑا ہونا ہوگا۔ بلوچستان میں ساری علیحدگی پسند تنظیمیں بھارت ہی نے کھڑی کی ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ''اِن کیمرہ'' اجلاس میں یہ ساری باتیں بتائی گئی ہیں لیکن ان تفصیلات کو عام نہیں کیا جاتا۔ بھارت تو ایک معمولی مسئلے پر پاکستان مخالف راگ الاپنا شروع کر دیتا ہے‘ جھوٹا پروپیگنڈا کرتا ہے لیکن ہم سچی باتیں بھی سامنے نہیں لاتے۔ اتنا خوف زدہ ہو کر پاکستان کو نہیں بچایا جا سکتا۔ جب تک آپ یہ حقائق بیان نہیں کریں گے‘ عوام کو پتا نہیں چلے گا تو وہ کیسے دفاع کے لیے آپ کی پشت پر کھڑے ہوں گے؟ اس لیے ضروری ہے کہ یہ سارے حقائق منظر عام پر لائے جائیں۔ آپ میڈیا میں آ کر بتائیں کہ بھارت اس وقت کیا کر رہا ہے اور اس نے پاکستان کے اندر حالات کتنے خراب کر دیے ہیں۔ وہ جو دوستی دوستی کا شور تھا‘ اس کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: یوسف رضا گیلانی نے اپنی وزارتِ عظمیٰ کے دوران مصر میں منموہن سنگھ کو سارے ثبوت فراہم کیے تھے‘ جس پر بھارت کی پارلیمنٹ میں بہت شور مچا تھا۔ موجودہ حکمران تو اتنی جرأت بھی نہیں کر رہے۔ آرمی چیف نے بعض ثبوت امریکہ کے حوالے کیے ہیں۔ بھارت کی دخل اندازی کے حوالے سے سوشل میڈیا پر بڑی واضح چیزیں آ گئی ہیں۔ ہمارے عوامی نمائندے ''اِن کیمرہ'' کو بتاتے ہیں جبکہ باہر آ کر عوام کو اعتماد میں نہیں لیتے۔ آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ خوف کی بنیاد پر بنائی گئی کوئی بھی پالیسی کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ ہمیں حقائق کی بنیاد پر پالیسی اپنانا ہوگی۔

سوال: افغانستان کی جنگ نائن الیون کی وجہ سے ہوئی۔ امریکہ نے عذر بنایا کہ یہ اسامہ نے کیا ہے جبکہ ہماری رائے میں اسامہ یا القاعدہ یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔ سی آئی اے اور موساد نے خود ہی یہ ڈراما رچایا اور اسے مسلمانوں کے قتل عام کا ذریعہ بنایا۔ اس پر بھی آپ روشنی ڈالیں۔ اس حوالے سے خاص بات یہ ہے کہ اس جنگ میں ہمارا جو جانی اور مالی نقصان ہوا ہے‘ ہمارے حکمران اسے امریکہ کے سامنے کیوں نہیں رکھتے؟ آج امریکہ ہماری پشت پر کھڑا ہونے کے بجائے بھارت کی پشت پر کیوں کھڑا ہے؟

حافظ محمد سعید: یہ درست ہے کہ امریکہ نے نائن الیون کا بہانہ بنا کر اس خطے میں بڑی تباہی پھیلائی ہے۔ لاکھوں مسلمانوں شہید کیے اور کھربوں کا نقصان ہو گیا۔ میرے خیال میں نائن الیون کے واقعہ کی تحقیقات کبھی نہیں ہوئیں۔ امریکہ کو اتنی جرأت بھی نہیں ہوئی کہ اپنی ہی کسی عدالت میں اسامہ کے خلاف کوئی کیس ثابت کر دیتا۔ صرف بش اور اس کے خاص حلقے نے فوری طور پر کہہ دیا کہ یہ اسامہ نے کیا‘ جس کے بعد پوری دنیا ان کے خلاف چڑھ دوڑی۔ پھر پاکستان اور افغانستان کو گھیر لیا گیا۔ اس بارے میں نہ تحقیق ہوئی نہ کوئی فیصلہ ہوا۔ البتہ عراق کے مسئلہ پر تحقیقات کے بعد یہ کہا گیا کہ صدام نے mass destruction کے ہتھیار بنا لیے ہیں‘ جس کی بنیاد پر فوج کشی ہوئی اور اس کو پھانسی پر بھی لٹکا دیا گیا۔ تاہم بعد میں یہ ثابت ہوا کہ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر تحقیق کرنے والے جج کو قتل کر دیا گیا۔ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ عراق کے معاملے میں تحقیق ہوئی تھی لیکن وہاں پر امریکہ جھوٹا ثابت ہوا جبکہ نائن الیون کا بہانہ بنا کر افغانستان میں پر جو فوج کشی کی گئی اور بڑی سطح پر مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اس کے لیے کوئی تحقیق نہیں ہوئی۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اپنے تئیں وہ دنیا میں بڑے امن پسند بنتے ہیں۔ تاریخ بتائے گی کہ دنیا میں کوئی چنگیز خان‘ کوئی ہلاکو خان امریکہ جتنا بڑا ظالم نہیں تھا۔ تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی۔ بہرحال‘ انہوں نے جو کرنا تھا وہ کر لیا۔ اب بھی مسلمانوں کو یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ نائن الیون کے واقعے کی تحقیقات کرائی جائیں۔ اس حوالے سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل کا کیا

کردار رہا ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ امریکہ میں نائن الیون کا واقعہ ہوا تو تم سب تڑپ اُٹھے لیکن افغانستان میں سات لاکھ انسان قتل ہوئے تو اس پر تمہیں تکلیف کیوں نہیں ہوتی؟ کیوں اس کے لیے کوئی کمیشن نہیں بنایا جاتا؟ واللہ! اس وقت سارے مسلمانوں کو مل بیٹھ کر یہ سوچنا ہے۔ میرا جرم یہ ہے کہ میں ایسی باتیں کرتا ہوں۔

سوال: جماعۃ الدعوۃ کا جو گزشتہ سالانہ اجتماع ہوا تھا' اس میں نظریہ پاکستان کو عملی شکل دینے کے لیے ایک لائحہ عمل کی بات کی گئی تھی۔ اس حوالے سے کوئی پیش رفت ہوسکی ہے؟

حافظ محمد سعید: ہم نے اس اجتماع کا بنیادی motto یہ بنایا تھا کہ نظریہ پاکستان ہی بقائے پاکستان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے مسائل اب تک ہوئے ہیں حتیٰ کہ مشرقی پاکستان کا ہم سے الگ ہونا' اس میں بھی اگرچہ قتل کرنے والے ہاتھ بھارت کے تھے لیکن ہماری بنیادی غلطی یہ تھی کہ ہم اپنے نظریے کا تحفظ نہیں کر سکے۔ اسی وجہ سے ہمیں مشرقی پاکستان کا سانحہ بھگتنا پڑا۔ ہم نظریہ پاکستان کو پروان نہیں چڑھا سکے اور اس وجہ سے بلوچستان کے اندر علیحدگی کی تحریکیں کھڑی ہوئیں۔ پاکستان کے لیے سب سے زیادہ قربانیاں دینے والے لوگ مشرقی پاکستان ہی کے لوگ تھے۔ ہمارے قبائل کے مسلمان تھے۔ اس وقت قبائلی علاقہ شورش زدہ ہے۔ بلوچستان وہ خطہ ہے جہاں قائداعظم کو خان آف قلات نے محض اس لیے سونے اور چاندی میں تول دیا کہ انہوں نے کہا تھا ہم پاکستان کو اسلام کی بنیاد پر قائم کر رہے ہیں۔ ہمارے سارے مسائل اصل میں نظریہ پاکستان سے انحراف کی بنیاد پر پیدا ہوئے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ یہ چاہتی ہے کہ ہم اس نظریے کو دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر گھر گھر پہنچائیں۔ اس حوالے سے لوگوں کی تربیت کریں۔ نظریہ پاکستان کو ہمارے نصاب سے خارج کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے' میں ڈرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کے سانحے سے ابھی تک ہم نے سبق حاصل نہیں کیا۔ اس سلسلے میں ہم نے کوشش شروع کر دی ہے۔ اجتماع میں پیش کیے گئے لائحہ عمل کے حوالے سے ایک بڑی رابطہ کونسل تشکیل دی جا رہی ہے' جس میں سب جماعتوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ سب ایک ہی علَم لے کر کھڑے ہوں گے کہ پاکستان اسلام کا ملک ہے۔ اللہ کی شریعت ہی اس کی بقا کی بنیاد ہے۔ جب تک یہ شریعت پاکستان میں نافذ نہیں ہوگی' ہم مسائل حل نہیں کر سکیں گے۔

سوال: پیرس میں کارٹون کے حوالے سے جو واقعہ ہوا ہے' آپ کے خیال میں کیا یہ بعض کارٹونسٹوں یا ایک صحافتی ادارے کی انفرادی شرارت تھی یا اس کے پیچھے یورپ کی مشترکہ اسلام مخالف ذہنیت کارفرما تھی؟ مزید یہ کہ ہمیں اس حوالے سے کیا کرنا چاہیے؟

حافظ محمد سعید: یہ چند لوگوں کی شرارت نہیں تھی۔ کارٹون تو ڈنمارک اور ناروے میں بھی شائع ہوئے تھے لیکن جو خباثت اب فرانس کے اندر ہوئی ہے' پہلے اس طرح نہیں ہوا۔ آپ غور کریں اللہ کے نبی ﷺ کی توہین کتنی شدت کے ساتھ کی گئی ہے اور بار بار کی گئی ہے۔ پھر جب ان گستاخوں کو قتل کیا گیا تو 40 ملکوں نے اکٹھے ہو کر کہا کہ ہم سب چارلی ہیں۔ چنانچہ ثابت ہو گیا کہ یہ اسلام کے خلاف باقاعدہ پلاننگ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی ذات پر حملہ پورے اسلام پر حملہ ہے۔ یہ ملکوں کے حملوں سے بڑا حملہ ہے۔ الحمدللہ! ہم سب اس مسئلے میں اکٹھے ہیں۔ ہمیں اس کو ایک تحریک کی شکل دینی چاہیے' محض احتجاج تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تحریک پوری دنیا میں منظم کی جائے۔

سوال: اس تحریک کے مطالبات کیا ہونے چاہئیں؟

حافظ محمد سعید: سب سے پہلے تو یہ ہونا چاہیے کہ اس مسئلے پر پوری دنیا کے مسلمان متحد ہو جائیں۔ اس سے بڑا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس پر ہم مسلمانوں کا اتحاد قائم کر سکیں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ مسلمان مغرب کے سامنے اس جرأت کے ساتھ کھڑے ہوں کہ انہیں پھر خاکے چھاپنے کی ہمت نہ ہو۔ اللہ نے قرآن مجید میں واضح طور پر کہا ہے کہ ﴿وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴾ (الانعام:68) ''اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔'' اہل اسلام کو ایسی اقوام متحدہ کا حصہ نہیں ہونا چاہیے جو مسلمانوں کے نبی ﷺ کی حرمت کا دفاع نہیں کر سکتی اور اس کے لیے کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی۔ اس لیے ہم نے یہ موقف پیش کیا ہے کہ مسلمان اپنی اقوام متحدہ بنائیں' اپنا نظام بنائیں' اپنی عدالتیں بنائیں' اپنی کرنسیاں بنائیں۔ نبی ﷺ کی حرمت کے لیے یہ سب کچھ کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔

ایوب بیگ مرزا: جنگ کرنا تو بعد کی بات ہے۔ بدقسمتی سے اُمت مسلمہ تو ہے نہیں' 57 اسلامی ملک ہیں۔ مسلمان ممالک کم از کم یہی کرنے کے لیے تیار ہو جائیں کہ فرانس اور ایسے ممالک جہاں آپ ﷺ کی توہین کی گئی ہے' ان کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر لیں اور تجارتی تعلقات پر نظرثانی کر لیں۔ اگر مشرق وسطیٰ کے ممالک اس پر ایک سٹینڈ لے لیں کہ ان ممالک کو تیل و گیس سپلائی نہیں کیا جائے گا جو ہمارے نبی ﷺ کی توہین کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت حد تک انہیں پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ مسلمان حکمران اپنے عوام اور دین پر بھروسا کرنے کے بجائے امریکہ اور دوسری طاقتوں کو اپنا پشت پناہ سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ہمارے وزیراعظم نے صرف بیان دیا ہے' البتہ سعودی عرب کے نئے بادشاہ نے امریکی صدر کے ساتھ جو کیا ہے اس پر پہلی دفعہ مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہو سکتا ہے۔ ریاض ایئرپورٹ پر جب اذان ہوئی تو وہ ان سب کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے ساتھ انہیں یہ پیغام بھی دینا چاہیے تھا کہ اگر آپ لوگ توہین رسالت سے باز نہ آئے تو پھر ہم آپ کے سفیروں کو یہاں نہیں رہنے دیں گے۔

حافظ محمد سعید: اس قسم کے بائیکاٹ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں لیکن ہم سے تو اتنا بھی نہیں ہوتا۔ ان تمام ملکوں سے سفارتی تعلقات ختم ہونے چاہئیں جبکہ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ جماعۃ الدعوۃ اس وقت یہ تحریک عوامی سطح پر چلا رہی ہے۔ اس ضمن میں ان شاء اللہ مستقبل قریب میں بڑی سطح کے اجلاس منعقد ہوں گے۔ ہمیں اُمید ہے یہ تحریک وسیع ہوگی۔ سعودی عرب کے نئے بادشاہ کا یہ رویہ بہت بڑا واقعہ ہے۔ اس سے مسلمانوں کے دل ٹھنڈے ہوئے ہیں۔ اگر یہ حکمران اسلام کے لیے عملی قدم اُٹھائیں تو سارے عوام ان کے ساتھ ہوں گے۔ بہت کچھ ہو سکتا ہے' لیکن آغاز تو ہونا چاہیے!

[اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔]

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

توشۂ آخرت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بچی یا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اُسی وقت اُس کی زندگی کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ شیر خوارگی کے بعد بچپن آتا ہے، پھر لڑکپن، پھر جوانی اور پھر بڑھاپا آتا ہے۔ کسی کی زندگی کا سفر شیر خوارگی میں ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بعض کو بچپن تک مہلت ملتی ہے، بعض جوانی میں اور بعض بڑھاپے تک زندہ رہتے ہیں۔ بہر حال ہر چھوٹے بڑے کی زندگی کا سفر ایک نہ ایک دن ضرور ختم ہو جاتا ہے اور وہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ لیکن موت پر انسانی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ دوسری اور حقیقی زندگی میں چلا جاتا ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ یہ زندگی قبر سے شروع ہوتی ہے اور قیامت کے دن تک چلتی ہے۔ پھر ہر شخص کو دنیوی زندگی کے نیک و بد کاموں کا حساب دینا ہوگا اور انجام کار اُس کے نیک اعمال اللہ کی مہربانی سے اُسے ہمیشہ ہمیشہ کی خوشگوار اور پسندیدہ زندگی (عیشۃ راضیہ) سے ہم کنار کریں گے۔ جبکہ بد اعمال کی بدولت دوزخ کی آگ کا لقمہ بننا پڑے گا جس کی تپش دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ ہوگی اور کسی طرح بھی قابل برداشت نہ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ ہر انسان کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے: ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (٢٨٦)﴾ ''ہر شخص کو اُس کے اچھے کاموں کی جزا ملے گی جو بُرے اعمال لے کر جائے گا۔ وہ ان کی سزا پائے گا۔'' پھر ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (٧) وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (٨)﴾ ''جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی وہ اُسے دیکھ لے گا'' سورۃ ابراہیم میں ہے: ﴿لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (٥١)﴾ ''تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی کمائی کا بیشک اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔'' اس حقیقت کو قرآن مجید میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ سورۃ الملک میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ (٢)﴾ ''وہ ذات جس نے بنایا مرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کام کرتا ہے۔'' یہ ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یعنی اس زندگی میں جو بویا ہوگا وہی آخرت میں کاٹنا ہوگا۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اس حقیقت کو سادہ سے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس ناقابل تردید حقیقت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان اس زندگی کے سفر کو ختم کر کے ایک دوسری زندگی پائے گا، جہاں اُسے اعمال کے مطابق بے مثال خوشگوار زندگی ملے گی۔ یا دوزخ اُس کا ٹھکانہ ہوگی جس کی تکلیف و اذیت کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید انسانی زندگی گزارنے کا مکمل اور بہترین ضابطہ ہے اور اس کی عملی شکل رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔ جسے قرآن مجید میں انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میری مثال مسافر کی ہے۔ گویا آپ نے اپنے ذاتی عمل سے یہ واضح کر دیا کہ اس زندگی کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ انسان اگلی زندگی بہتر بنانے کے لئے اچھے اعمال کرے اور گناہ کے کاموں سے دور رہے تاکہ وہ امتحان میں کامیاب قرار پائے۔ اور نتیجہ کے طور پر انتہائی خوشگوار اور نہ ختم ہونے والی زندگی پا سکے جو جنت ہی ہوگی۔

آخرت کا حساب کتاب عین منطقی ہے۔ کیونکہ دنیا میں اچھے کاموں کا اچھا بدلہ نہیں ملتا اور نہ ہی بُرے کاموں پر سزا ملتی ہے۔ کبھی کبھی کسی نیکی کے نتیجے میں انسان کو بھلائی ملتی ہے اور کسی بُرائی کے نتیجے میں مجرم کو سزا مل جاتی ہے مگر ایسا شاذ ہوتا ہے۔ عام تو یہی ہے کہ نیک آدمی طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑتا ہے اور بدکردار جرائم پیشہ اور مردم آزار لوگ دندناتے پھرتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ نیکیوں کو نیکی کا بھرپور بدلہ ملے اور بُروں کو اُن کی بُرائی کی سزا ملے، اسی کا نام ایمان بالآخرۃ ہے۔ جس طرح مسافر سفر میں پیش آنے والی مشکلات کے ازالے کے لئے اور منزل پر پہنچ کر اپنی اچھی رہائش پانے کے لئے توشہ سفر تیار کرتا ہے اسی طرح ہر انسان بھی اپنی زندگی میں مسافر ہے جس کی منزل آخرت ہے۔ جہاں جنت میں داخلہ ہوگا یا جہنم کی سزا ہوگی۔

جو لوگ یہاں جرم و گناہ کی زندگی گزاریں گے انہیں موت آئے گی تو وہ پچھتائیں گے کہ کاش! ہم جرائم نہ کرتے بلکہ اللہ کے حکموں کے مطابق پاکیزہ زندگی گزارتے تو انجام بد سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ وہ موت کے وقت کہیں گے اے رب تو نے کیوں نہ مجھ کو تھوڑی سی مدت کے لئے ڈھیل دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔ اور ہر گز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی کو جب اُس کی اجل (المنٰفقون 11,10) مگر اس وقت کا پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔ ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (١٢)﴾ (السجدہ) اور کبھی تو دیکھے جس وقت کہ منکر اپنے رب کے سامنے سر ڈالے ہوئے ہوں گے (اور کہیں گے) اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آ گیا۔'' مگر اب تو وہ اپنی بداعمالی کے سبب انجام بد کو پہنچ چکے۔ اب پچھتانا بے فائدہ ہے۔ یہی مجرم، بدکردار اور ظالم جب دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہاں فریاد کریں گے ﴿وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ (٣٧)﴾ (الفاطر) ''اور وہ چلائیں گے اُس (دوزخ) میں (اور کہیں گے) اے ہمارے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کر لیں وہ نہیں جو ہم کرتے تھے۔'' اس پر انہیں جواب ملے گا، کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو۔

ایسے بدکردار شیطان کی چالوں میں آ کر اپنے آپ سے کہتے ہیں کہ ہماری وابستگی فلاں بزرگ سے ہے۔ ہمیں آخرت کی سزا کا کچھ خوف نہیں، وہ ہمیں چھڑا لے گا۔ یقیناً وہ خدا ہے مگر ایسے مجرم جب اپنا (باقی صفحہ 18 پر)

ایکسپو سینٹر کراچی میں ہونے والے

بین الاقوامی کتب میلہ میں مکتبہ انجمن خدام القرآن سندھ کی شرکت

نصیب خان نزراخیل

ایکسپو سینٹر کا کراچی میں بین الاقوامی نمائش کے حوالے سے اپنا ایک مقام ہے۔ یہاں ہونے والی نمائش کا تعلق کسی بھی چیز سے ہو، کراچی کے عوام اس میں جوق در جوق شریک ہوتے ہیں۔ گزشتہ 9 سالوں سے بین الاقوامی کتب میلہ ’’Karachi International Book Fair‘‘ کے نام سے منعقد کیا جاتا ہے۔ انجمن خدام القرآن سندھ پچھلے چار سال سے اس بین الاقوامی کتب میلے میں حصہ لے رہی ہے اور انجمن خدام القرآن کی کتب، DVD,CDs کا اسٹال لگایا جاتا ہے۔ اس سال اس نمائش کا اہتمام 18 تا 22 دسمبر 2014ء 5 یوم کے لیے کیا گیا اور انجمن نے حسب سابق ’’10th Karachi International Book Fair‘‘ میں دو اسٹال حاصل کیے، اس سال کے لیے بھی اس پروگرام کا ناظم راقم کو مقرر کیا گیا۔

انجمن خدام القرآن سندھ کے نائب صدر عبدالرزاق کوڈواوی صاحب اور ناظم مکتبہ سلطان کالیا کی رہنمائی میں یہ طے پایا کہ اس سال بھی اسٹال کو بھرپور انداز میں بین الاقوامی کتب میلے کے معیار کے مطابق ڈیزائن کیا جائے۔ اس کے لیے اسٹال کی پیشانی پر 18 فٹ طویل سائن بورڈ اور اندرونی جانب بیک اسکرین اور خوب صورت شیلف ڈیزائن کئے گئے۔ 18 فٹ طویل سائن بورڈ پر بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ، انجمن کا نام اور لوگو، لوگوں کی توجہ کا مرکز رہا۔ جب کہ مکتبے میں لگی بیک اسکرین پر مختلف کتب کی دیدہ زیب تصاویر اور 50% ڈسکاؤنٹ کے الفاظ نہایت خوب صورت منظر پیش کر رہے تھے۔ عرصہ دراز سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ انجمن خدام القرآن سندھ کی فہرستِ مطبوعات بھی شائع کی جائے، تاکہ عامۃ الناس کی انجمن خدام القرآن سندھ کی مطبوعات تک رسائی آسانی سے ہو سکے اس کے لیے مشاورت کے بعد راقم نے ایک سہ ورقہ فہرست مرکزی انجمن اور انجمن سندھ کی تمام کتب کی رنگین ٹائٹل کے ساتھ گلیز ڈ پیپر پر شائع کی۔

انجمن خدام القرآن سندھ کا نمائش میں لگایا گیا اسٹال صرف ایک سیل پوائنٹ نہیں تھا بلکہ ہمیشہ کی طرح یہ دعوت اور رابطہ کا بہترین ذریعہ ثابت ہوا۔ انجمن نے اس پروگرام کے لیے 8 ہزار ہینڈ بل بھی تیار کروائے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے اور اپنا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لیے اسپیشل ہینڈ بیگ اور خوب صورت شاپنگ بیگ بھی بنوائے۔ سال گزشتہ کی طرح اس سال بھی اس کامیاب انعقاد میں تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی و جنوبی کے رفقاء اور انجمن کے ذمہ داران کے ساتھ ساتھ قرآن اکیڈمی یاسین آباد قرآن فہمی کورس سال اول و دوم کے طلبہ نے سخت محنت کی اور صبح 10 بجے سے رات 9 بجے تک مختلف اوقات میں ہینڈ بل تقسیم کرتے رہے اور لوگوں کو دعوت دیتے رہے۔ اس بار بھی ادارے کے تحت ایکٹی وی ٹی ہال میں پروگرام منعقد کیے گئے۔ ان میں سے دو پروگرام امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ نے جب کہ ایک پروگرام جناب عامر خان نے منعقد کیا۔ جس میں بڑی تعداد میں بچوں اور بچیوں نے شرکت کی۔ ان پروگراموں میں قراءت، نعت، تقریروں اور سوال و جواب کی نشستیں ہوئیں، جن میں بچوں نے بھرپور حصہ لیا۔ کامیابی حاصل کرنے والے بچوں کو انعامات میں کتب اور انجمن کے اسٹال سے 200 روپے کی خریداری کے کوپن دیے گئے۔ جناب شجاع الدین شیخ اور عامر خان نے نہایت دلچسپ پیرائے میں بچوں اور ان کے اساتذہ اور حاضرینِ مجلس تک دین کا پیغام پہنچایا۔

انجمن خدام القرآن کے مکتبے پر اس مرتبہ جو کتب لوگوں کی توجہ کا مرکز رہیں، ان میں قابل ذکر بانی محترم کے ’’بیان القرآن‘‘ کا حصہ ششم، نئی شائع شدہ کتاب ’’رسول اکرم اور ہم‘‘ اور حافظ انجینئر نوید احمد کی کتاب ’’نکات برائے دورۂ ترجمہ قرآن‘‘ شامل ہیں۔

اس سال جو میموری کارڈ اور USB متعارف کرائی گئیں اُن میں بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بیان القرآن، حافظ انجینئر نوید احمد کا پیغام قرآن اور جناب شجاع الدین شیخ کا صوت القرآن VIDEO ڈیٹا اپ لوڈ کیا گیا جو کہ بڑی تعداد میں فروخت ہوئے۔ مکتبے پر خریداری اور دورہ کرنے والے خواتین حضرات میں تنظیم کے فکر اور تعارف کے لیے فرائض دینی کا جامع تصور، قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں، شرعی پردہ، دنیا کی عظیم نعمت قرآن حکیم، نامی کتابچے بڑی تعداد میں تحفۃً دیے گئے، جب کہ ڈسپلے کے لیے ایک بڑی LED اسکرین بھی آویزاں کی گئی، جس پر بانیٔ محترم اور دیگر مدرسین کے video clips آنے والے حضرات و خواتین کو انجمن خدام القرآن کا پیغام دیتے رہے۔

انجمن خدام القرآن کے سٹال کا شہر کی کئی معروف شخصیات نے وزٹ کیا، ان میں:

1 جناب محمد حسین محنتی (سابق امیر جماعت اسلامی کراچی)
2 مفتی محمد جعفر (مدرسہ بنوریہ ٹاؤن ہلال کالونی کورنگی)
3 مفتی نجیب خان (پرنسپل حرا فاؤنڈیشن اسکول)
4 قاری ہدایت اللہ (خطیب جامع مسجد عثمانیہ سانگھڑ)
5 پروفیسر محمد عرفان (ڈائریکٹر عثمان انسٹیٹیوٹ)
6 حیدر عباس رضوی (رکن رابطہ کمیٹی ایم کیو ایم)

شامل ہیں۔

اس کے علاوہ اردو بازار کراچی و لاہور کے مختلف تاجر حضرات اور معروف پبلشر حضرات نے بھی دورہ کیا اور رجسٹر تاثرات میں اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔ انجمن خدام القرآن کی اس کاوش کو سراہا اور بانی محترم کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا، دورہ کرنے والے معززین کو انجمن کی جانب سے تین کتب ’’رسول اکرم اور ہم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور تنظیم اسلامی ایک تعارف‘‘ اور ’’مختصر خلاصہ مضامین قرآن‘‘ کا گفٹ پیک پیش کیا گیا۔

کتب میلہ میں یوں تو ہر طرح کی کتب کا اسٹال موجود ہوتا ہے، مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ دینی کتب اور دینی اداروں کے مکتبوں پر بھی لوگوں کا بہت رش رہتا ہے اور لوگ دینی کتب کی تلاش میں رہتے ہیں اور اس کتب میلے کا شدت سے انتظار کرتے ہیں۔ Karachi International Book Fiar انتظامیہ کا کہنا ہے اس کتب میلے میں تقریباً تین لاکھ لوگ آتے ہیں اور یہاں پر تین سو سے زائد اسٹال لگائے جاتے ہیں۔ اس سال ان پانچوں ایام میں تقریباً ایک لاکھ افراد نے مکتبہ انجمن خدام القرآن سندھ کے اسٹال کا دورہ کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور اس کے ذریعے دین کی دعوت عام ہو۔

☆☆☆

حلقہ کراچی شمالی کے تحت آگاہی منکرات مہم

ماہ جنوری 2015ء میں آگاہی منکرات مہم کے لئے حلقہ کراچی شمالی نے 16 تا 18 جنوری کی تاریخیں مختص کیں۔ موضوع تھا ''حیا''۔ بحمداللہ، حلقہ کی 10 تناظیم نے اس مہم میں حصہ لیا۔ مہم کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلے مرحلے میں اُسرہ کی سطح پر مساجد کے باہر 48 مقامات پر کارنر میٹنگز کا اہتمام کیا گیا تھا، جن میں 146 رفقاء اور 365 احباب نے شرکت کی، جبکہ حیا کی اہمیت کے حوالے سے 56,000، ہینڈ بلز بھی تقسیم کئے گئے اور بینرز بھی آویزاں کئے گئے۔ دعوت کے دیگر ذرائع استعمال کرتے ہوئے مقامی تناظیم نے SMS ،فون اور E -mail کے ذریعے بھی حیا کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ مساجد کے ائمہ کرام کو دعوتی خطوط ارسال کیے گئے اور گزارش کی گئی کہ وہ خطبات جمعہ میں حیا کی اہمیت پر تقاریر کریں۔ علاوہ ازیں 3 مقامات پر کیمپ لگائے گئے اور حلقہ جات قرآنی میں خصوصی طور پر اس موضوع پر دروس کا اہتمام کیا گیا۔ دوسرے مرحلے میں مقامی تنظیم کی سطح پر چار مختلف مقامات پر مظاہروں کا اہتمام ہوا جن میں 119 رفقاء اور 10 احباب نے شرکت کی۔ تیسرے مرحلے میں مقامی تنظیم کی سطح پر عمومی دعوتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ الحمدللہ چاروں تناظیم نے ان کا اہتمام کیا، جن سے جناب شجاع الدین شیخ، ڈاکٹر انوار علی، جناب عثمان علی اور جناب عمر فاروق نے خطاب کیا اور اپنے خطابات میں حیا کی ضرورت واہمیت سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں واضح کی۔ عمومی دعوتی اجتماعات کے لیے مقامی تناظیم نے 35 بینرز آویزاں جبکہ 4000 ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ علاوہ ازیں ان پروگرامات کے لئے رفقاء واحباب کو sms ای میل اور ذاتی رابطے کے ذریعے مطلع کیا گیا۔ ان اجتماعات میں 1000 سے زائد رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ (مرتب: عمر بن عبدالعزیز، معتمد حلقہ کراچی شمالی)

حلقہ لاہور غربی کا خصوصی اجتماع

حلقہ لاہور غربی کا خصوصی اجتماع 23 جنوری 2015 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ حافظ حنین عاکف نے سورۂ نور کے آخری رکوع کی آیات تلاوت کیں اور اُن کا ترجمہ بیان کیا۔ اس کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد نے رفقاء کے باہمی تعلقات پر گفتگو کی۔ انہوں نے احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح کی کہ اعمال نیت کا پھل ہیں۔ اور جب بھی اہل ایمان کی صحبت کا موقع میسر ہو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ سالانہ اجتماع ہمیں اس کا بھرپور موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد انفاق جان و مال کے عنوان سے حلقہ لاہور غربی کے سینئر رفیق پروفیسر محمد یونس جنجوعہ نے سادہ اور دلنشین انداز میں گفتگو کی۔ انہوں نے حدیث کے حوالے سے رفقاء کو توجہ دلائی کہ جو ہم نے کھا پی لیا، پہن لیا اور استعمال کر لیا وہ تو ختم ہو گیا لیکن ہمیں دھیان رکھنا چاہئے کہ میرا جو حقیقی کھاتہ ہے یعنی آخرت کا کھاتہ، اس میں بھی کچھ جا رہا ہے یا نہیں اور اس کے لئے بہترین ذریعہ ''انفاق فی سبیل اللہ'' کا ہے۔ یاد رہے کہ اس انفاق میں مال کا انفاق بھی ہے اور جان کا انفاق بھی ہے اور سالانہ اجتماع میں یہ دونوں کام پورے ہوتے ہیں۔ اس دوران رفقاء کی چائے سے تواضع کی گئی۔ نماز عشاء کے بعد امیر حلقہ نے رفقاء سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ الحمدللہ ہم رفقاء تنظیم فرائض دینی کا تصور اور راستے کا تعین کر کے چل پڑے ہیں، لیکن ہمیں جان لینا چاہیے کہ اس راستے کا ایک رہزن بھی ہے اور وہ شیطان ہے۔ آپ کو اس کے حربوں اور طور طریقوں سے واقف ہونا چاہئے۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ اپنے آپ کو جانو اور اپنے دشمن کا پہچانو۔ سالانہ اجتماع ہمیں اپنے سبق کو تازہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد رفقاء کو سالانہ اجتماع کی تیاری کے حوالے سے جناب شجاع الدین شیخ کے خطاب کا ویڈیو کلپ دکھایا گیا۔ اور اسی پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ رفقاء کی کثیر تعداد نے پروگرام میں شرکت کی۔

(مرتب: محمد یونس)

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد: عالمی وعلاقائی 16 زبانوں میں سورۃ العصر پر تقاریر

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کراچی کے دارالاقامہ میں تقریباً 30 کے قریب طلبہ رہائش پذیر ہیں جو نہ صرف ملک کے مختلف شہروں بلکہ بیرونی ممالک سے بھی سال اول ودوم قرآن فہمی کورس کی افادیت کے پیش نظر یہاں آئے ہیں۔ اکیڈمی میں تدریسی اوقات صبح 9 سے دوپہر 1 بجے تک ہیں۔ سہ پہر 3 تا 5 بجے منتخبات درس نظامی پڑھائے جاتے ہیں۔ پھر مغرب کے بعد طلبہ کہیں انفرادی اور کہیں حلقہ جات کی صورت میں مطالعہ وتکرار کرتے ہیں۔ ویسے تو انہیں ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے وقت مشکل ہی سے ملتا ہے البتہ پیر کے روز ہفتہ وار تربیتی اجتماع ایوان خدام القرآن میں منعقد کیا جاتا ہے جس میں طلبہ ڈاکٹر فیض پاشا کی نگرانی میں مختلف عنوانات پر سخن آرائی اور تقریر کی مشق کرتے ہیں۔ پیر 26 جنوری 2015 کو طلبہ نے اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام منعقد کیا۔ مختلف عالمی اور علاقائی زبانوں میں سورۃ العصر کا ترجمہ اور مختصر تشریح پیش کی گئی۔ ہر مقرر کے لیے پانچ منٹ وقت رکھا گیا تھا۔ اکیڈمی کے استاذ مصطفیٰ راشد نے افریقی زبان اور اکیڈمی کے سابق طالب علم فرید بن مسعود نے ترکی زبان میں تقریر کی۔ اس کے علاوہ عربی، فرانسیسی اور انگریزی سمیت 13 دیگر زبانوں میں تقریر کرنے والے اس سال اکیڈمی میں تعلیم پانے والے طلبہ میں سے ہیں، ان میں سال دوم میں شریک ایک بزرگ ساتھی نعمان صاحب بھی شامل ہیں جنہوں نے بنگلہ زبان میں تقریر کی۔ طلبہ کی تقریر کے بعد ناظم پروگرام ڈاکٹر فیض پاشا کی دعوت پر اکیڈمی کے استاذ فقہ عبدالرحمٰن خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف اس کی زبان میں انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت وتبلیغ سے وابستہ حضرات اپنی علاقائی زبانوں میں تقریر اور درس کی زیادہ سے زیادہ مشق کریں، تاکہ اس علاقے کے ان لوگوں تک دین اسلام کی یہ انقلابی دعوت پہنچا سکیں جو اپنی زبان کے علاوہ کسی اور زبان سے واقف نہیں۔'' استاذ عبدالرحمٰن خان نے اس منفرد پروگرام پر طلبہ کی حوصلہ افزائی کی۔ اختتامی کلمات میں شرکاء نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس اکیڈمی کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پروگرام کے آخر میں حاضرین کی آئسکریم سے تواضع کی گئی۔ (رپورٹ: قاری عبدالرحمٰن)

بقیہ: توشۂ آخرت

انجام بد دیکھیں گے تو کہیں گے بیشک لائے تھے ہمارے رب کے رسول سچی بات کیا اب ہماری سفارش والے ہیں تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیئے جائیں تو ہم عمل کریں خلاف اس کے جو ہم کر رہے تھے۔ بے شک ایسے لوگوں نے تباہ کیا اپنے آپ کو اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افترا کرتے تھے۔﴿ هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ يَـقُوۡلُ الَّـذِيۡنَ نَسُوۡهُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ۚ فَهَـلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ فَيَشۡفَعُوۡا لَـنَاۤ اَوۡ نُرَدُّ فَنَعۡمَلَ غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ قَدۡ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ (٥٣) ﴾ پس ہر شخص کو آخرت کے اچھے ٹھکانے کے حصول کے لئے مالک یوم الدین کی رضا والے کام کرنے چاہئیں۔ یہی مطلب ہے ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول'' کا۔ بندہ بنائے اسلام پر عمل کرتا رہے، نافرمانیوں سے بچتا رہے، اپنے گناہوں پر استغفار کرتا رہے۔ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا رہے۔ جہاں اللہ کے حقوق ادا کرے، وہاں مخلوق خدا کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔ یہی آخرت کا توشہ ہے۔

بقیہ: اداریہ

اور ساتھ معافی کی سفارش کی گئی تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے سُرخ ہو گیا اور آپؐ نے دوٹوک انداز میں فرمایا کہ فاطمہ مخزومی کی جگہ فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی ہوتی تب بھی میں قطع ید کی سزا لاگو کر دیتا اور کوئی رعایت نہ برتتا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم سے پہلے قومیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ جب اُن میں کوئی غریب جرم کرتا تو اُسے سزا دیتے تھے اور جب کوئی امیر جرم کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ یہ فرما کر آپؐ نے نفاذ قانون میں امیر غریب، بااثر طبقات اور عوام کی تفریق یکسر ختم کر دی۔ آپؐ کے اس فرمان کا حق سنہری حروف سے لکھنے کے باوجود بھی ادا نہیں ہوتا۔ اِس جملہ میں عدل پوری شان وشوکت کے ساتھ اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت ہیں۔ ایک یہودی کے خلاف اپنے مقدمہ میں غیر جانبدار گواہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے مقدمہ کا فیصلہ یہودی کے حق میں ہو جاتا ہے باوجود اس کے کہ آپؓ صدقی صدحق پر تھے۔ ہم نے اسلام کے نظامِ عدل کی جو یہ مثالیں دی ہیں، اُن میں نظام کی بنیاد موجود ہے۔ پھر قانون کا بلا امتیاز لاگو ہونا نظر آتا ہے۔ پھر ضروری گواہی کی عدم دستیابی پر فیصلہ کا شخصیت سے بالاتر ہونا نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ اعلیٰ ترین انتظامی اور حکومتی عہدہ دار نہ صرف عدلیہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اپنے خلاف فیصلہ کو تسلیم کرتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہودی سچ کا انکشاف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اسلام لے آتا ہے۔

پاکستان کو ایسے نظام انصاف کی ضرورت ہے جو امیر وغریب میں عوام و خواص میں کوئی فرق نہ کرے یہاں تک کہ جب میزان لگایا جائے تو مسلم اور غیر مسلم میں تمیز نہ کی جائے ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ اگرچہ یورپ اور امریکہ میں نظام انصاف اپنے اپنے ملک میں اپنے باسیوں کے لئے یقیناً بہت بہتر ہے خاص طور پر جب ہم اِس کا تقابل پاکستان سے کرتے ہیں، لیکن وہ غیر ممالک اور غیر اقوام کے حوالہ سے ڈنڈی مارتے ہیں اور واضح طور پر نا انصافی بلکہ ظلم وستم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے عدل وانصاف کا دائرہ اپنے ملک و قوم تک محدود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بنیادی سوچ وفکر اپنے قومی اور ملکی مفاد کے گرد گھومتی ہے۔ اسلام کُل انسانیت کے لئے آیا ہے۔ اسلام کا تو کیچ ورڈ ہی عدل ہے۔ لہٰذا اسلام اور عدل تو لازم وملزوم ہیں۔ اگرچہ اسلامی ریاست میں مسلمانوں کے خصوصی حقوق ہیں، لیکن غیر مسلم سے نا انصافی یا اُس پر ظلم ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ بات نوشتہ دیوار ہے کہ اسلامی نظام کے سوا ہمیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ cosmatic measures اٹھانے سے ہم اِس دلدل میں مزید پھنستے چلے جائیں گے۔ ایک نظریاتی ریاست زمین کی سطح پر اُسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے اگر وہ اُس نظریہ کی عملی تعبیر پیش کر رہی ہو۔ وگرنہ زمین کا پیٹ بالآخر اُس کا مستقل مسکن بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجام بد سے بچائے اور پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مسجد جامع القرآن مین روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا'' میں

08 تا 14 مارچ 2015ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

13 تا 15 مارچ 2015ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603577، 0323-7160471

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ ادارہ قرآن اکیڈمی لاہور کے سیکورٹی گارڈ شبیر حسین کے والد گزشتہ دنوں انتقال کر گئے

☆ ادارہ قرآن اکیڈمی (شعبہ مطبوعات) کے ادارتی معاون حافظ محمد زاہد کے بہنوئی وفات پا گئے

☆ کراچی شالی گلستان جوہر 1 کے رفیق محمد بلال خان کی والدہ وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)۔ قارئین اور رفقائے تنظیم سے بھی دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ کینیڈین نیشنل (گرین کارڈ ہولڈر) لڑکی، عمر 24 سال، میڈیکل اسٹوڈنٹ کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 021-35847639